باغ دل افروز ۱۳۳۱ھ

عرف

تحفہ اشفاق

مصنفہ امیر کبیر رئیس ذی وقار عالی جناب معلی القاب راجہ
محمد اشفاق علی خاں صاحب اشفاق ادام اللہ اقبالہ تعلقہ دار
ریاست محمدی ضلع کھیری تلمیذ حضرت رضا لکھنوی فرنگی محلی

بماہ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء

باہتمام مفتی محمد یوسف مالک مطبع

مطبع یوسفی … دہلی … طبع شد

غلطنامه دیوان ہذا

نمبر	صفحہ	سطر	شعر	غلط	صحیح
۱	۶	۱۲	۱۱	دلِ نادان	دلِ نالان
۲	۹	۸	۶	سنے	ہے
۳	۱۰	۵	۵	اُنکی	اُسکی
۴	۱۰	۱۳	۱۳	شوق	ضعف
۵	۱۲	۱۲	۱۰	چلیں	پڑیں
۶	۱۲	۱۳	۱۱	دیواروںکا	تلواروںکا
۷	۱۴	۱۷	۱۵	پُر درد	پُر جذب
۸	۲۰	۵	۵	لے	نے
۹	۲۱	۱۸	۱۵	آلر	آکر
۱۰	۲۲	۱	۱	یاس وتمنا	رنج وتمنا
۱۱	۲۶	۳	۳	لپٹے	لیتے
۱۲	۲۷	۱۸	۱۳	ہے	سے
۱۳	۳۰	۴	۲	داستان	دلستان
۱۴	۳۱	۱۳	۱۰	ہو	اس
۱۵	۳۳	۱۲	۱۱	خونِ ناحق	قتلِ ناحق
۱۶	۳۹	۱۰	۷	بجرمی	بیجرمی

نمبر	صفحہ	سطر	شعر	غلط	صحیح
۱۷	۴۴	۴	۴	اشک	رشک
۱۸	۵۴	۱۴	۱۲	ملیگ خاک	ملیگی خاک
۱۹	۶۴	۱۶	۱۴	تم مین	اُنھمین
۲۰	۶۶	۱۲	۱۳	کی	کمی
۲۱	۶۹	۵	۵	ہوئی	ہوتی
۲۲	۷۱	۹	۷	اشک	رشک
۲۳	۷۲	۹	۷	رنگ ورخ	رنگِ رخ
۲۴	۷۵	۱۸	۱۶	اور شوقِ دید	اورشوقِ دید

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

الحمد للہ والمنة کہ گنجینۂ فصاحت دفتر بلاغت کلام مشہور آفاق

یعنی دیوان دوم موسوم بہ

تحفۂ اشفاق

ملقب بہ اسم تاریخی

باغ دل افروز

مصنفہ امیر کبیر رئیس ذی توقیر عالی جناب معلی القاب راجہ

محمد اشفاق علی خان صاحب اشفاق ادام اللہ اقبالہ تعلقدار

ریاست محمدی ضلع کھیری تلمیذ حضرت رضا لکھنوی فرنگی محلی

بماہ نومبر ۱۹۱۳ء

باہتمام مفتی محمد یوسف مالک مطبع

در مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن	بحر رمل مثمن محذوف
حمد کے میدان پر سایہ ہے بسم اللہ کا	کیون نہو آسان طے کرنا قلم کو راہ کا
خود مٹے جب مل گیا جادہ فنا فی اللہ کا	قول ہے دنیا مین یہ ہر ایک حق آگاہ کا
خلد مین جائیگا لیکن عاصی تیری درگاہ کا	قطرۂ اشکِ ندامت خضر ہوگا راہ کا
نزع مین وہ ہو کا نہ کھٹکا غیر حق آگاہ کا	اک نگاہِ رحم او شانِ کرم بہرِ رسول
کسنے یوسف کو بتایا تھا طریقہ چاہ کا	لب نہ کھولیں صنم یہ ڈر افشا یہ راز
سننے والا ہے یہان کوئی ہماری آہ کا	یون پکارین گے سرِ محشر گنہگار آپ کو
پھول ہر کانٹا انھین ہوتا ہے تیری راہ کا	دل سے ہوتی ہے تلاشِ مقصدِ اصلی جنھین
کیون نہ ہر مجرم ہو خواہان رحم خاطر خواہ کا	تیری شانِ بے نیازی طالبِ طاعت نہین
بند کرلی آنکھ جس نے لیکے نام اللہ کا	کیون نہ اسکی قبر پر بارانِ رحمت ہو مدام
فرق ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کوہ و کاہ کا	تیری رحمت سے بڑھین میرے گنہ ممکن نہین
دین کہتے ہین جسے جادہ ہے تیری راہ کا	عقل انسان خضر ہے کوئے طریقت کے لیے
لطف ان سے پوچھیے خوان خلیل اللہ کا	تیرے در کی جنکو حاصل ہے گدائی دہر مین
حشر مین ہے ایک عالم ہر گدا و شاہ کا	او سراپا ناز شانِ بے نیازی دیکھ لی
خلق دیتی ہے لقب تیرے گدا کو شاہ کا	ترکِ دنیا مین نہو کیون حکمرانی کا مزہ
دور سے آئے ہین سنکر نام اس درگاہ کا	تیرے مجرم حشر مین خواہان جنت کیون نہون
ہو ہی جائے گا کبھی نظارہ بیت اللہ کا	شوق باقی ہے تو اے اشفاق گھبراتے ہو کیون

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
خیر مقدم یون ہوا گرد و نپہ اُس ذیجاہ کا	گونج اُٹھا شور بسم اللہ بسم اللہ کا
خضر ہو جائے اگر شوقِ زیارت راہ کا	دیکھون ان آنکھون سے مین روضہ رسول اللہ کا
یا الٰہی یون پکارین حشر مین مجھکو ملک	کون دیوانہ ہے یان زلفِ رسول اللہ کا
رفعتِ شانِ نبوت کسطرح سے ہو رقم	ہے لقب مخدوم عالم خادم درگاہ کا
تیری رفعت پر ہے خود کلمہ شہادت کا گواہ	پہلے ہے تیرا لقب پھر نام ہے اللہ کا
رونقِ بزم نبوت ہے فروغِ شمع رخ	نام ہے عرش معلّے تیرے بارگاہ کا
تا قیامت شمع ایمان نے ضیا بخشی اُسے	نام مرقد مین لیا جس نے رسول اللہ کا
باعثِ ایجادِ عالم جسکی ذات پاک ہو	حال کیونکر لکھ سکے انسان اُس ذیجاہ کا
کوئی اب سنتا نہین افسانہ طور و کلیم	واہ کیا شہرہ ہے معراج رسول اللہ کا
تیری انگشت شہادت کی صفت مین کیا کرون	ایک ادنےٰ معجزہ تھا ٹکڑے ہونا ماہ کا
اُس کا ہر نقش قدم ہو پھول باغ خلد کا	جسکے سر پر سایہ پڑجائے تری درگاہ کا
منکر و تاثیرِ صحبت کا عبث انکار ہے	وصف ہے قرآن مین اصحابِ رسول اللہ کا
جو ہوا محبوب حضرت ہو گیا مطلوب حق	کب ہے مقبول خدا مردود اس درگاہ کا
کون ہے اس شان کا تیری سوا تو ہی بتا	سلسلہ جس سے ملے ہر معرفت آگاہ کا
صدقہ آنکھون کا سرِ محشر ملین کوثر کے جام	آئے ہین غل سنکے پیاسے فی سبیل اللہ کا
مسجد اقصےٰ کو دنیا تھا شرف معراج مین	بے سبب ہرگز نہ تھا یہ پھیر کھانا راہ کا
دفتر اعمال کے بدلے الٰہی حشر مین	ہو قصیدہ ہاتھ مین نعت رسول اللہ کا
میرے خالق نے مجھے اشفاق کی جنت عطا	حشر مین پایا صلہ حُبّ رسول اللہ کا

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف	مفعول فاعلات مفاعیل فاع لن
نکلا نہ تیر سینۂ بسمل مین رہگیا	قاتل کی یادگار رہا دل مین رہگیا
گویا ہر تو وہ بت ہے یہ کہتا ہے آئنہ	اتنا قصور تیرے مقابل مین رہگیا
کیا پوچھتے ہو شوق تصور کی قوتین	نقشہ کسی کا کھنچکے مرے دلمین رہگیا
کھینچنے نہ پائے اونسے مصیبت فراق کی	ارمان دل کا نزع کی مشکل مین رہگیا
مجھسے نگاہ پھیر لی جب اُس نے بزم مین	تیر نگاہ چبھ کے مرے دل مین رہگیا
چھوٹا تڑپ کے حلقۂ گیسو سے دل مرا	وہ قیس تھا جو قید سلاسل مین رہگیا
وحشت بڑھی جو گیسوی لیلی کی یاد مین	تیور اکے قیس نجد کی منزل مین رہگیا
نکلا جو وقت ذبح مرے تن سے کھنچکے دم	جوہر وہ بن کے خنجر قاتل مین رہگیا
پی پی کے ساقیا ہوے میخوار مست سب	محروم ایک مین تری محفل مین رہگیا
ہم بیقرار ہو کے چلے واہ رے نصیب	دل کا قرار آپکی محفل مین رہگیا
اشفاق جلکے خاک ہوا رشک سے جگر	جب سوز ہجر یار مرے دل مین رہگیا

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف	مفعول فاعلات مفاعیل فاع لن
صیاد خون راس نہ آیا ہزار کا	خیمہ اُکھڑ گیا ہے چمن سے بہار کا
مرکر ہے انکسار یہ مجھ خاکسار کا	اونچا نہ بونڈلا ہوا میرے غبار کا
جب سے ہوا ہے عشق کسی گلعذار کا	ہر داغ دل دکھاتا ہے عالم بہار کا
پہونچا تڑپ کے قبر سے میدان حشر مین	یہ ہے خلاصہ حال دل بیقرار کا
انکار صاف وصل سے ایجان کرو نہ تم	توڑو نہ آسرا کسی امیدوار کا
آنکھین ہماری نزع مین در کی طرف ہین	تھا آخری یہ وقت ترے انتظار کا

کس شہسوار نے یہ اوڑائی لحد کی خاک
کیون عرش پر دماغ ہی میرے غبار کا

کوچے سے یار کے یہ کدھر لیگئی صبا
عنقا ہوا جو نام ہمارے غبار کا

پوچھا جو اوسنے طنز سے کیسا مزاج ہے
مین نے کہا کہ شکر ہے پروردگار کا

مرنے کا مجھکو غم نہین لیکن قلق یہ ہی
زیور اُتر رہا ہے مرے سوگوار کا

اوس گل کی یاد مین مری فریاد و آہ نے
دم بند کر دیا ہے چمن مین ہزار کا

اشفاق داغہاے جگر سب ہرے ہوئے
مژدہ سنا جو آمد فصل بہار کا

بحر ہزج مثمن سالم
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

وہ میرا چھیڑ کر اون کو شب وصلت جگا دینا
وہ اونکا کوسنا دشنام دینا بد دعا دینا

کسی کا کرکے وعدہ وصل کا مجھکو دغا دینا
دوائے درد دل مین زہر تھا گویا ملا دینا

غضب ٹوٹا گری بجلی بپا آفت ہوئی سر پر
قیامت تھا سر محفل کسی کا مسکرا دینا

اثر اوس پر نہین ہوتا یہ سب بے تاثیر ہین ایسے
مرے نالون کو بس آتا ہے سوتونکو جگا دینا

مرے سوز درون نے ہجر مین سینہ کو پھونکا ہے
مرادا ہی ساغر وصلت لگی دل کی بجھا دینا

جفائے تم جو عادی ہو وفا کے ہم بھی خوگر ہین
تمھین دشنام دینا سہل ہے ہم کو دعا دینا

نہ آئے نزع مین بھی شکوہ جانان مرے لب پر
مجھے اتنا تحمل اے دل صبر آزما دینا

غضب ہے کر کے گھائل مجھکو کہنا میرے قاتل کا
قیامت تک مجھے اور میرے خنجر کو دعا دینا

چمک سے برق کے ہم کیون نہ روئین ابکی صورت
کہ یاد آتا ہے فرقت مین کسیکا مسکرا دینا

ابھی تھا وصل کا وعدہ ابھی انکار ہے اوس سے
ہنسی **اشفاق** ہی انکی ہنسا دینا رولا دینا

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف	مفعول فاعلات مفاعیل فاع لن
مین خاک ہو گئے کوچۂ جانان مین رہگیا	دیوانہ قیس تھا جو بیابان مین رہگیا
اسد رے ضعف جوش جنون مین یہ حال تھا	جب ہاتھ اٹھا الجھکے گریبان مین رہگیا
بیتابئ فراق نہ چھوٹی پس فنا	اک اضطراب سا دل ویران مین رہگیا
چھوٹا ہوا اشک پنجۂ مژگان چشم سے	ہوکر اسیر چاک گریبان مین رہگیا
مایوس ہوکے ہم پلٹ آئے ہزار حیف	جب دل مچل کے محفل جانان مین رہگیا
آئینہ کی طرح نگران عمر بھر رہا	ارمان دید دیدۂ حیران مین رہگیا
زخمون کو میرے دیکھکے رحم آگیا اسے	قاتل کا ہاتھ جاکے نمکدان مین رہگیا
اب خون دل جگر مین کہان چشم خونفشان	اک قطرہ تھا سو پنجۂ مژگان مین رہگیا
کیون بعد مرگ دست جنون کو ہے اضطراب	کیا کوئی تار جیب و گریبان مین رہگیا
محرومئ وصال کی تصدیق ہے یہی	دست خیال یار کے دامان مین رہگیا
اشفاق نزع مین جو نکلتی نہین ہے روح	ارمان کون اس دل نادان مین رہگیا
بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
کیا کہون کیا تیری محفل سے مین ای جان لیچلا	حسرتین کچھ لیچلا کچھ یاس و حرمان لیچلا
شوق نظارہ مجھے جب سوے جانان لیچلا	صبر دل اپنے فنا ہونے کا سامان لیچلا
مرحبا کہنے کو میرے سامنے آئی اجل	شوق سربازی جو پیش تیغ بران لیچلا
ابرو و مژگان جانان دیکھکر محفل سے مین	دلمین نشتر لیچلا سینہ مین پیکان لیچلا
حسرت و رنج و تمنا بعد مردن بھی ہین ساتھ	دلمین اپنے مین بھی دو تین مہمان لیچلا
اف قیامت کر چلا وہ جانے والا صبح وصل	رنج فرقت دیکے سب راحت کا سامان لیچلا

کیا کشش ہے خاک ہو کر کشتگانِ عشق کی
مجبول قاتل خود سوئے گورِ غریبان لیچلا

مین ازل سے ہون اسیرِ حلقۂ گیسوئے یار
تو مجھے جوشِ جنون کیون سوی زندان لیچلا

دل جگر تو ہو گئے تیرے ہدفِ ناوک فگن
تیرے کوچے سے مین اک جان بہ ارمان لیچلا

کیا عداوت تجھکو ہے مجھسے دلِ درد آشنا
کوچۂ قاتل مین کیون اے دشمنِ جان لیچلا

یہ بلا صحرا نوردی مین مجھے جوشِ جنون
آبلون مین پاؤن کے خارِ مغیلان لیچلا

زہد پر اشفاق کو اپنے بہت ہی ناز تھا
اک جھلک دکھلا کے وہ بت دین ایمان لیچلا

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع — فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

اونکے آنے سے مقاصد ہوئے حاصل کیا کیا
آج خوش خوش نظر آتا ہے مرادل کیا کیا

خنجر کو اوسنے کیا قتل تو اللہ رے رشک
میرے پہلو مین تڑپتا ہے مرادل کیا کیا

ہائے لیلی نے کسی روز نہ آواز سنی
شور کرتی رہی مجنون کی سلاسل کیا کیا

لکین رقیبون سے اشارون مین کسی نے باتین
تیر پڑتے رہے مجھپر سرِ محفل کیا کیا

ضعف سے کوچۂ جانان مین پہونچنا ہی محال
مجھکو ترساتی ہے یہ دوریِ منزل کیا کیا

دل ہی تم نے کسی کی بھی نہ کی او ظالم
تیرے کوچہ مین تڑپتے رہے بیدل کیا کیا

لیگئے وہ شوخ چلا دل تو نہ دیکھا پھر کر
مین تڑپتا ہی رہا صورتِ بسمل کیا کیا

ایک بھی آپ کی صورت کے مشابہ نہوا
خلق دنیا مین ہوئے حور شمائل کیا کیا

تیرا دامن ہوا خون سے رنگین قاتل
رنگ لائے ہین تری تیغ کے بسمل کیا کیا

چرکے تلوار کے دیدے کے کیا ہے گھائل
تو نے تڑپایا ہے ناحق مجھے قاتل کیا کیا

چڑھ کے منصور نے سولی پہ کیا حق ثابت
مٹ گئے اہل جہان دعوی باطل کیا کیا

دل جلانے کے طریقے اونھین سکھلائے ہین
شمع نے ظلم کیے ہین سرِ محفل کیا کیا

دامن صبر نہ چھوٹا مرے ہاتھون سے کبھی — دقتین سامنے آئین دم مشکل کیا کیا

عشق سے مر کے بھی پیچھا نہ چھٹا ای **اشفاق**
آئے ہین قبر مین بھی حور شمائل کیا کیا

بحر رمل مثمن محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

جوش افزائے جنون ہر طرز ہے فریاد کا — اب خدا حافظ ہے تیرے خانمان برباد کا
پوچھتے ہو حال کیا اُس خانمان برباد کا — خاک ہو کر مٹ گیا لاشہ دلِ ناشاد کا
چاک کر ڈالا جگر چرخِ ستم ایجاد کا — کیا کلیجہ ہے مری حسرت بھری فریاد کا
لاش کے ٹکڑے سرِ مقتل اُڑا اِو بعد قتل — شوق تو باقی نہ رہ جائے تمھین بیداد کا
مضطرب ہو کر کلیجہ تھام لین بانیِ جور — گر تڑپنا دیکھ لین میرے دلِ ناشاد کا
مرنے والے جا کے منزل پہ پہونچتے ہین ضرور — راستہ بے خضر ملتا ہے عدم آباد کا
گریہائے درد افزا نالہائے صبر سوز — مشغلہ دن رات ہے بس یہ دلِ ناشاد کا
جب نزاکت سے نہ اُٹھی تیغ مژگان قتل پر — دیدنی تھا منفعل چہرہ مرے جلاد کا
قید سے چھوٹے گا دیوانہ تو یون ہو گی خوشی — نالۂ زنجیر غل ہوگا مبارکباد کا
آتشِ فرقت نے خاکستر کیا مدت ہوئی — حال اب کیا پوچھتے ہو تم دلِ ناشاد کا
اب خدا را توڑ اے جوشِ جنون زنجیر کو — منتظر کب تک رہون مین قید مین میعاد کا
کچھ اثر ہوتا نہین صیاد کے دل پر کبھی — بے اثر نالہ ہے کیا بلبلِ ناشاد کا
موت آ اور جلد آ کب تک اسیرِ دل دہی — روز افزون ظلم ہے اب اُس ستم ایجاد کا
بیعتِ پیرِ مغان جب شیخ کو حاصل ہوئی — شور رندون مین ہوا ہر سو مبارکباد کا
آبلون سے پانون کے جاری ہوا خون سیہ — خار صحرا مجھکو نشتر ہو گیا فصاد کا

خواہش نظارہ مین کیون غش نہ ہو جاتے کلیم	لن ترانی تھا خلاصہ آپکے ارشاد کا

کیا کہین اشفاق کس مشکل مین ہین ہم رات دن
عشق جب سے ہو گیا ہے اک ستم ایجاد کا

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
گر کبھی قسمت سے وہ گل مہربان ہو جائے گا	رشک سے دشمن ہمارا آسمان ہو جائے گا
خرد سالی مین ہمین عاشق تھے کب تھی یہ خبر	جب شباب آئے گا تو جان جہان ہو جائے گا
حال دل قاصد سے مین کہدون مگر مشکل یہ ہے	ایک ادنے شخص میرا رازدان ہو جائے گا
خاک اڑاؤنگا جو وحشت مین ہے گا آسمان	ذرہ آہ رسا برق تپان ہو جائے گا
ضبط کرتا ہون ابھی لیکن جو رویا ہجر مین	موجزن دریا ان آنکھون سے روان ہو جائے گا
فصل گل پر بلبلو لازم نہین اتنا غرور	ایک دن گلزار پامال خزان ہو جائے گا
سامنے تیرے نہ اسکا نام لونگا ناصحا	خوف یہ ہے وہ تیرا ورد زبان ہو جائے گا
یون نہین گر تجھکو رہی گی کچھ دنون مشق ستم	ہاتھ تیرا اور بھی قاتل روان ہو جائے گا
جام دیدے میکدے کی خیر ائی ہے بہار	تیرا احسان مجھپہ اے پیر مغان ہو جائے گا
ہم گئے تھے حال دل کہنے یہ کب معلوم تھا	رعب انکے حسن کا مہر دہان ہو جائے گا
ہجر مین اب اشک خونی سے ہوا معلوم یہ	دل ہمارا اندر چشم خونفشان ہو جائے گا
سوز الفت سے ہمین بعد فنا امید ہے	شمع روشن قبر مین ہر استخوان ہو جائے گا

ہجر مین اشفاق رنج و درد اب سہتے ہین یاس
مجھکو راحت ہوگی جب وہ میہمان ہو جائے گا

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ساتھ لائے تھے جسے وہ ہم سے چھٹ کر رہگیا
دل تری محفل مین اپنا او فسونگر رہگیا

رعب اونکے حسن کا وہ تھا نہ کہنے پائے کچھ
مدعائے دل ہمارے لب پہ آکر رہگیا

حسن تیرا کس قدر دلکش ہے او آئینہ رو
جسنے دیکھا تجھکو وہ حیران دششدر رہگیا

دل کی بیتابی سے الجھن ہے کہ آئے کیا جواب
اپنا قاصد بھی وہان افسوس جاکر رہگیا

ہے نگاہِ نازِ اونکی یا کہ برچھی کی انی
جسکو اوس ظالم نے دیکھا وہ تڑپکر رہگیا

آج ناصح کو سنائین مین نے باتین صاف صاف
کچھ نہ بولا زہر کا سا گھونٹ پیکر رہگیا

عمر بھر چھوٹا نہ اوسکی زلف کے پھندیسے دل
پاؤن قسمت کا مری کیسا الجھکر رہگیا

توڑ ڈالا ہے جنون کے زور مین زنجیر کو
پاؤن مین میرے فقط اب ایک چکر رہگیا

مین نہ پہونچا کوچۂ دلدار تک الحذر سے ضعف
بارہا اوٹھکر چلا کچھ دور چلکر رہگیا

دیکے خط یون اشتیاقِ دید مین پہونچا وہان
تجھسے پیچھے دس قدم میرا کبوتر رہگیا

دیکھکر ترچھی نگاہون سے وہ ظالم چلدیا
دل دکھانے کے لیے سینہ مین نشتر رہگیا

کب جلا ہے آتشِ سوزِ درون سے دل مرا
رہکے برسون آگ مین زندہ سمندر رہگیا

شوق نے بٹھلا دیا ہے المدد اے شوقِ دید
سنتے ہین بس دو قدم آپکو مے دلبر رہگیا

جلوہ اوس کا دیکھکر اشفاقؔ حیرت ہے مجھے
کس طرح ناصح کا قابو اپنے دلپر رہگیا

غزل در قافیہ خنجر

بحر رمل مثمن محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

خیر گذری آج بازوے ستمگر رہگیا
ہوتے ہوتے میری سر احسان خنجر رہگیا

بے گنہ کو قتل کرکے منھ دکھانا تھا محال
زخم کے پردے مین چھپکر اوس کا خنجر رہگیا

سخت جانی کا بُرا ہو آج وقتِ امتحان
ہاتھ قاتل کا چلا جب مڑ کے خنجر رہگیا

ہون وہ باہمت تڑپکر لاش کہتی ہے مری
حیف گردن پر مری احسان خنجر رہگیا

سخت جانی کی کمک کو بے گناہی آگئی
ہاتھ قاتل کا رُکا اور کھنچکے خنجر رہگیا

جب تری ترچھی نگہ نے کر دیا مجھکو شہید
دل مین خود شرما کے قاتل تیرا خنجر رہگیا

باڑہ میرے خون کی دھارون نے رکھی بعد قتل
ہوکے جب بے آب مقتل مین وہ خنجر رہگیا

الفتِ ابرو نے مقتل مین یہ دکھلایا اثر
بن کے محرابِ دعا قاتل کا خنجر رہگیا

غیظ مین **اشفاق** جب قاتل بڑھا میری طرف
بیگناہی سے مری تھرا کے خنجر رہگیا

بحر ہزج مثمن سالم — **مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن**

زبان حال سے کہتا ہے بہہ کر خون بسمل کا
نہ اب مین ساتھ چھوڑون گا کبھی دامانِ قاتل کا

ہوئین سب مشکلین آسان میری قتل ہونے سے
مگر اک بڑھ گیا احسان سر پہ تیغ قاتل کا

لگا کر تیغ مقتل سے کہان جاتا ہی او ظالم
تڑپنا دیکھ لے دم بھر ٹھہر کر اپنے بسمل کا

مرض اپنا بتاؤن کیا تمھین تم خود ہی واقف ہو
تمھارے ہجر کا صدمہ جو ہے وہ درد ہی دل کا

نکالی حسرت دیدار مجنون کی نہ اے لیلی
اٹھایا ہو لکر اک دن نہ پردہ تو نے محمل کا

ترے اک جلوہ سے ساقی نہین ہے ہوش مین کوئی
دگرگون حال دم بھر مین ہوا ہی ساری محفل کا

ہزارون مر گئے گو ڈوب کر بحر محبت مین
پتہ پایا کسی نے بھی نہ اس دریا کے ساحل کا

جھڑکتے ہو خفا ہو کر سوال وصل پر ناحق
نہ توڑو آسرا اس طور سے تم اپنے سائل کا

یہ آوازِ جرس ہرگز نہین ہے قافلے والو
جہان مین شور ہے ہر چارسو میری سلاسل کا

شب فرقت مین آکر دیکھ لو بیتابیان میری
اگر دیکھا نہ ہو تم نے تماشا رقصِ بسمل کا

ہمارے خون نے کیسا بڑھایا اُسکی زینت کو | گل خوش رنگ ہر جوہر بنا شمشیر قاتل کا

نگاہین بے طرح پڑتی ہین اُس ترک ستمگر کی
خدا ہی اب بچانے والا ہی اشفاق کے دل کا

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن
اب یہ ہے حال ترے ہجر کے بیماروں کا	دل دم نزع بھر آتا ہے غمخواروں کا
آہ سوزان جو پلٹ آتی ہی ناکام کبھی	منھ برستا ہے مری جسم پہ انگاروں کا
قتل کا حکم دلیے دیتے ہین اسدرسے ظلم	جرم ثابت نہین کرتے وہ گنہگاروں کا
تازہ انداز پہ مرتا ہون قیامت دیکھو	عشق ہوتا ہے مرے دلکو ستمگاروں کا
شب ہجران مین اگر اشک مری بہ نکلے	پھر تو حافظ ہے خدا شہر کی دیواروں کا
ہائے اب درد جدائی مین یہ حالت ہی مری	مین تو کیا حال ہے ابتر مرے غمخواروں کا
حیف اب بھی وہ مری حال سی ناواقف ہین	سلسلہ چشم نے گو باندھ دیا تاروں کا
تیر پر تیر چلین اُف نہ زبان سے نکلے	یہ کلیجہ ہے فقط تیرے وفاداروں کا
دب کے مرجاؤن وہ ہی ضعف مجھے اے قاتل	کبھی پڑجائے جو سایہ تری دیواروں کا
رحم کرتا نہین کچھ حال پہ اُنکے صیاد	دم اُلجھتا ہے بہت تازہ گرفتاروں کا
رہ گئے دلمین مری سیری تسلی کے لیے	مجھپہ احسان ہے قاتل تری سوفاروں کا

جب سے اوس گل کا مجھے عشق ہوا ہی اشفاق
رنگ بھاتا نہین دلکو مرے گلزاروں کا

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن
رات دن ظلم اُٹھاتے ہین ستمگاروں کا	یہ کلیجہ ہی محبت مین وفاداروں کا

ہے یہ مجمع مرے یوسف کے خریدارون کا
راستہ بند ہوا شہر کے بازارون کا

یاس و غم درد و الم ہجر مین مونس ہین مرے
جمگھٹا رہتا ہے ہر وقت انھین چارون کا

الم عشقِ صنم زلف کے سودائی کو
لطف ملجائے بیابان مین کہسارون کا

کیا قیامت ہے وہ اپنا اُسی شکوہ سمجھین
ہم کرین ذکر جو دنیا کے ستمگارون کا

دل مین ہے درد کلیجہ مین جلن سینہ فگار
کر دیا عشق نے پتلا مجھے آزارون کا

روز کوچے مین لگا رہتا ہے میلہ **اشفاق**
حصر ممکن نہین اب اُنکے طلبگارون کا

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع — فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

وہ مرا پوچھنا حالِ دلِ سوزان دیکھا
اُف وہ کہنا ترا منہ پھیر کے ہان ہان دیکھا

کر کے اُلفت نہ کبھی وصل کا سامان دیکھا
اپنا مہمان تجھی کو شبِ ہجران دیکھا

چاہنے والون سے کھنچتی ہے سدا قتل مین
تیغ قاتل مین یہ اک جوہر پنہان دیکھا

کیا تعجب ہے جو ہو جائے ادسے شادی مرگ
دلِ مشتاق نے گر جلوہ جانان دیکھا

کس قدر شوق مین نکلا ہے مری گردن سے
خون نے میرے جو قاتل ترا دامان دیکھا

آپ بھی پینے لگے ساغر مے لے لے کر
شیخ صاحب اثرِ محفلِ رندان دیکھا

کون افسون ہے بتا آنکھون مین او آئینہ رو
ایک عالم کو ترے عشق مین حیران دیکھا

عیش و عشرت تو ہے **اشفاق** سدا غیرون کو
اپنے دل سے نہ نکلتے کوئی ارمان دیکھا

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع — فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

تجھکو جس روز سے اے گیسوی جانان دیکھا
دل نے پھر خواب بھی دیکھا تو پریشان دیکھا

دل کو جلتا ہوا سینے مین جو دیکھا تو کہا
ساقیا ہم ہین وہ میخوار کہ توبہ توڑی
بے گناہون کا سدا خون کیا ہے تو نے
ہوگئی مجھپہ بلائے شب ہجران نازل
ہوک اٹھتی تھی کلیجے مین تو دل جلتا تھا
ہاے اوس رات کی الجھن کو بتاؤن کیونکر

آج ہمنے بھی چراغ تہ دامان دیکھا
ابر اوٹھتے ہوے جب سوے گلستان دیکھا
پھر بھی قاتل نہ کبھی تجھکو پشیمان دیکھا
خواب مین زلف کو جب اونکی پریشان دیکھا
کونسا رنج نہ ہم نے شب ہجران دیکھا
خواب مین تجھکو جب اے گیسوے جانان دیکھا

مجھپہ احسان سکندر ہوا اسے **آشفاق**
دل شفاف مین مین نے رخ جانان دیکھا

بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

جنکے بت دیکھو کا دیا ہے اصل پر تصویر کا
دل بہل جائے گھڑی بھر عاشق دلگیر کا
زور کچھ چلتا نہین انسان کی تدبیر کا
ناصحا تیری نصیحت کام آسکتی نہین
پھر اگر دیکھین نہین ہوتا ہے دیر آپ کے
دیکھکر جلتے ہوے پروانون کو رحم آگیا
مانی و بہزاد کی پھر ہم خوشامد کیون کرین
پاس جو آیا مرے وہ قید ہوکر رہگیا
سامنے تم نزع مین آئے مین اچھا ہوگیا
عمر بھر سودا رہا اوس زلف مشکین کا مجھے

آج مانی بھی ہوا قائل تری تزویر کا
اسکو ملجائے جو آئینہ تری تصویر کا
پیش آتا ہے وہی لکھا ہے جو تقدیر کا
ہے ازل سے عشق مجھکو اون بت بے پیر کا
نالۂ پر درد سنیے تو کسی دلگیر کا
ہاتھ محفل مین بڑھا ہے شمع پر گلگیر کا
صفحۂ دل پر ہے عالم یار کی تصویر کا
اس قدر پر درد ہے حلقہ مری زنجیر کا
شربت دیدار مین دیکھا اثر اکسیر کا
پاؤن اس چکر سے کب نکلا مری تقدیر کا

مجھکو اعدا دھمکیاں دیتا ہے کیوں ہر وقت تو
بخشنے والا ہے وہ غفار ہر تقصیر کا

جب سے الفت ہو گئی ہے ایک کمسن سے مجھے
ظلم مجھ پر ہر گھڑی ہے آسمانِ پیر کا

سخت جان تیرے مرینگے قتلگہ میں بعد کو
پہلے دم توڑینگے او قاتل تری شمشیر کا

حشر میں ای شانِ رحمت بے گنہ شرمائیگے
جب گھٹے گا عفو سے پلہ مری تقصیر کا

کیوں مقابل سخت جانوں کے ہوا تھا بھلا
شرم سے سر جھک گیا قاتل تری شمشیر کا

ہے جنوں میں بھی مری بالا بلندی دیدنی
عرش تک جانے لگا نالہ مری زنجیر کا

اب کسی بت کی نہ الفت ہو کبھی **اشفاق** کو
عشق ہو دل میں الٰہی احمدؐ و شبیرؑ کا

بحرِ رمل مثمن محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

جب مہیا عیش کا سب ساز و سامان ہو گیا
گھر سے بہتر یوسفِ مصری کو زندان ہو گیا

آج سنتے ہیں کہ وہ غیروں کا مہمان ہو گیا
لو ہمارے مرنے کا بے موت سامان ہو گیا

خون نے میرے بنائے اسطرح نقش و نگار
دامنِ قاتل بھی اب رشکِ گلستان ہو گیا

کسطرح ہو میرے سینہ سے وہ ای قاتل جدا
تیر جو تونے لگایا دل کا ارمان ہو گیا

ضعف سے دستِ جنوں کا زور کچھ چلتا نہیں
طوقِ آہن مجھکو وحشت میں گریبان ہو گیا

الله الله دی مبارکباد وحشت نے مجھے
دل مرا جبدم اسیرِ زلفِ جانان ہو گیا

سرخ ہیں رخسار قاتل کے مثالِ رنگِ گل
حسن افزا دیکھو خونِ شہیدان ہو گیا

داغہاے دل ہرے سب ہو گئے برسات میں
جب بہار آئی مری وحشت کا سامان ہو گیا

پیرہن تن پر نہیں ہے غولِ طفلاں ساتھ ہے
حال یہ اب ای جنوں فتنہ سامان ہو گیا

فائدہ پہونچا نہ مجھکو کچھ نصیحت سے تری
بکتے بکتے ناصحا تو خود پریشان ہو گیا

اٹھنا تیرے تیر نگاہ ناز کی دلدوز یان ‏ ‏ ‏ توڑ کر سینہ کو میرے دل مین مہمان ہوگیا

حلم سے اک بت کے ای اشفاق ہم خاموش تھے
ہو گیا اشکون کا ظاہر راز پنہان ہو گیا

بحر ہزج مثمن سالم ‏ ‏ ‏ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

تصور رہ گئے بھی ہے دلمین اُسکے روی روشن کا ‏ ‏ ‏ کبھی ممکن نہین بجھنا ہماری شمع مدفن کا

جنون مین فخر حاصل ہو مجھے خلوت نشینون پر ‏ ‏ ‏ جو میرے ہاتھ مین آجائے گوشہ اُسکے دامان کا

کسیکی زلف پر افشان کا نظارہ ہوا مجھکو ‏ ‏ ‏ شب تاریک مین دیکھا ہے عالم روز روشن کا

چراغ طور بن کر سینہ مین جلتا ہے دل ہر دم ‏ ‏ ‏ ترقی پر تصور ہے کسیکے روے روشن کا

ابھی دست جنون بیکار ہو یہ دور ہو سودا ‏ ‏ ‏ گریبان مین مرے پیوند ہو گر اوسکے دامن کا

تپھکا دے ساقیا رندون کو ترسانا نہین اچھا ‏ ‏ ‏ مہینہ سال بھر کے بعد پھر آیا ہے ساون کا

اوڑاتا ہے مرا دست جنون پرزے گریبان کے ‏ ‏ ‏ خیال آتا ہے مجھکو جس گھڑی اُس گل کے دامن کا

چھڑایا [illegible] سے او سوقت قسمت نے ‏ ‏ ‏ نشان بھی مٹ گیا جب باغ مین میرے نشیمن کا

جسے دیکھا نگاہ ناز سے دل لے لیا اوس کا ‏ ‏ ‏ نرالا شعبدہ ہے یہ تمھاری چشم پرفن کا

[illegible] صد چاک کو دست جنون کرتا ‏ ‏ ‏ اسے اک تار ملجاتا جو ناصح اوسکے دامن کا

گریبان گیر کہتے ہین اسیکو دیکھ لے قاتل ‏ ‏ ‏ کسی صورت چھڑائے سے نہ چھوٹا خون دامن کا

نہ پھولون کا پتہ ہے اور نہ تیو لمین ہے شادابی ‏ ‏ ‏ خزان کے آتے ہی کیا اوڑا ہے رنگ گلشن کا

کیا تیر نگاہ ناز نے زخمی مرے دل کو ‏ ‏ ‏ نہین ممکن بچے تا کا ہوا اُس چشم پرفن کا

جنون مین پیرہن اشفاق پرزے ہو گیا تن پر
بھروسہ اب ہمین باقی ہے بس صحرا کے دامن کا

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف	مفعول فاعلات مفاعیل فاع لن
جس کی طرف حضور کا تیرِ نظر گیا	کچھ بھی ہوئی نہ دیر وہ بے موت مر گیا
اوسنے دیا نہ حیف کسی کا جواب کچھ	سو بار نامہ لیکے مرا نامہ بر گیا
پھر ہوش عمر بھر اوسے آیا نہ ایکدن	ساقی کے پاس سے جو گیا بے خبر گیا
سر میرا نذر ہوگیا قاتل کی تیغ کے	اچھا ہوا کہ روز کا اب دردِ سر گیا
ٹھہرا قدم مرا نہ کہین ایک جا کبھی	جوشِ جنون مین مین ادھر آیا ادھر گیا
مقتل مین مین تڑپ کے یہ کہتا ہون بار بار	بسمل مجھے بنا کے وہ قاتل کدھر گیا
دونون ہی ایک ساتھ گئے تیرے عشق مین	دل زلف پر گیا تو جگر آنکھ پر گیا
صورت نہ آج تک مجھے دکھلائی پھر کبھی	دل میرا چھین کر وہ ستمگر کدھر گیا
مین اپنی سخت جانی پہ رویا ہون اسقدر	مقتل مین اوسکی تیغ کا پانی اوتر گیا
پہونچا مین بتکدے مین ارادہ حرم کا تھا	آفت ہے بیخودی کدھر کو چلا تھا کدھر گیا
مشکل ہے اوسکا چھوٹنا قاتل یہ جان لے	جو خون بے گناہ کا دامن مین بھر گیا
تکلیف اوسکی تیغ کو مین نے نہ دی ذرا	ترچھی نگاہ دیکھ کے قاتل کی مر گیا

حالت شبِ فراق کی اشفاق کیا کہون
اوٹھی ہے دلمین ٹیس جو دردِ جگر گیا

بحر ہزج مسدس محذوف	مفاعیلن مفاعیلن فعولن
کیے ہین ظلم اور بیداد کیا کیا	عنادل کرتے ہین فریاد کیا کیا
ترے سودائیون سے شہر چھوٹے	بیابان ہوگئے آباد کیا کیا
ترے دیدار کو او چھپنے والے	ترستا ہے دلِ ناشاد کیا کیا

جلایا ہے ستایا ہے ہمیشہ
کرون مین ظلم اوسکے یاد کیا کیا

تمھاری زلف کے قیدی نہ چھوٹے
تڑپتے ہی رہے ناشاد کیا کیا

کبھی شکوہ نہ لایا ہین زبان پر
ہوئی مجھپر تری بیداد کیا کیا

مٹانا عاشقون کا تھا جو منظور
ستم تو نے کیے ایجاد کیا کیا

کسیکی شوخیون کو یاد کرکے
تڑپتا ہے دل ناشاد کیا کیا

مرا دل چھین کر وہ لیچلا جب
تڑپ کر مین نے کی فریاد کیا کیا

کیا جب قتل اوس قاتل نے مجھکو
عدو نے دی مبارکباد کیا کیا

تری محشر خرامی سے ستمگر
ہزارون گھر ہوے برباد کیا کیا

نہ سمجھا عشق کا انجام اب تک
ہوئی دلپر مرے بیداد کیا کیا

لبھاتی ہے زمانے کے دلون کو
بہار عالم ایجاد کیا کیا

نہ رحم آیا مرے قاتل کو اشفاق
نہ خنجر بھی کی فریاد کیا کیا

بحر رمل مثمن مخبون محذوف — فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

ختم ہے اس بات کا خوش وہ ستم آرا ہوا
آج ہم بچگئے مرنے سے یہ اچھا ہوا

ہے یہ افسوس مسیحا سے مداوا ہوا
درد میرے دل ناشاد کا اچھا ہوا

کوئی بسمل ہے سسکتا ہے کوئی او قاتل
دیدنی کب ترے کوچے مین تماشا ہوا

لب جان بخش کی تاثیر نہ دیکھی ہم نے
کوئی بیمار مسیحا ترا اچھا ہوا

ہم تڑپتے ہی رہے درد جدائی مین سدا
وصل حاصل کبھی تیرا ستم آرا ہوا

حسن اس طور کا دلکش نہین دیکھا ہم نے
کونسا دل ہے جسے عشق تمھارا ہوا

وحشت دل لیے پھرتی ہے مجھے عالم میں | آجتک مجھ سا کوئی بادیہ پیما نہوا
نئے انداز سے وہ روز ستاتے ہیں مجھے | درد ہے کون جو دل میں مرے پیدا نہوا
باتیں ہر طور کی ہوتی ہیں تری محفل میں | مگر افسوس کبھی ذکر ہمارا نہوا
وعدہ جھوٹا ہی کبھی وصل کا وہ کر لیتے | دل بیتاب کو اتنا بھی سہارا نہوا
دولت وصل نہ ہاتھ آئی مجھے دنیا میں | درد فرقت میں کبھی غیر کا حصا نہوا

کیا گلہ یار سے پھر ظلم و ستم کا اشفاق
عشق میں دل ہی طرفدار ہمارا نہوا

بحر ہزج مثمن سالم | مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

وہ صبح وصل اون کا میرے پہلو سے جدا ہونا | وہ میرا بے بسی میں آہ مصروف بکا ہونا
مریض غم کی بالیں سے وہ عیسیٰ کا جدا ہونا | وہ پھر اوسکا تڑپنا اور درد دل سوا ہونا
مددائے جذب دل وہ گھر مرے کھنچکر چلے آئیں | مجھے ہرگز نہیں منظور ممنون دعا ہونا
مریض عشق ہوں میں اور تم رشک مسیحا ہو | جو تم چاہو تو کیا ممکن نہیں مجھکو شفا ہونا
کیا پہلے تو وعدہ وصل کا پھر ہنسکے فرمایا | قیامت کے ادھر لیکن نہیں اسکا وفا ہونا
ہوئیں یکبارگی اعضا کی ساری قوتیں زائل | قیامت کا سماں تھا روح کا تن سے جدا ہونا
مسیحا کا نہوئے پاؤں میں شرمندۂ احسان | کسیکے عشق میں ای درد دل اتنا لادوا ہونا
تڑپ جاتا ہوں اب بھی مجھکو جسدم یاد آتا ہی | کسیکے تیر کا چھکر مرے دل سے جدا ہونا
نہ نکلا میرے پہلو سے رہا میری تسلی کو | ترے ناوک کو کیسے آگیا درد آشنا ہونا
نہ آیا رحم دل میں آپکے آیا تو یہ آیا | مزا ہی وصل کا پہ ہر دم [illegible]
عبث تکلیف ہی تکلیف ہوگی چارہ سازی سے | مریض عشق کو [illegible]

ہمیشہ گالیاں دیتے ہو تم اغیار کے آگے
ستم ہونا ہی آفت تھا پھر اوس پر بلا ہونا

مین تو ڈرون آہ نہ نکلے کہ اب دم الجھتا ہے
مدد اسے جوش وحشت اور بھی کچھ تو سوا ہونا

ہر اک قیدی یہان صیاد گذری چھوٹ جاتا ہے
اسیر زلف کا تیری نہین ممکن رہا ہونا

نہ اٹھا ہاتھ اوسکا مرتے مرتے تھم پہ سینہ سے
مرے کام آگیا اسے درد دل تیرا سوا ہونا

اوسی نے دی ہین ہم کو توفیق صبر و تحمل کی
سکھایا جسنے تجھکو بانی جور و جفا ہونا

خدا کی شان ہے اشفاق مرتے دیکھکر ہمکو
ہمارے واسطے اوس بت کا مصروف دعا ہونا

بحر رمل مثمن محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

دل لگا کر مین جو اک عالم مین رسوا ہو گیا
حسن کا ظالم ترے دنیا مین شہرا ہو گیا

کیون پھنسایا گیسوؤن مین دل جو سودا ہو گیا
بیٹھے بٹھلائے تمھین اشفاق یہ کیا ہو گیا

دل ادھر گھائل ہوا تیر نگاہ ناز سے
تیغ ابرو سے ادھر زخمی کلیجا ہو گیا

سامنے جبتک رہا وہ مجھکو راحت تھی نصیب
اوسکا جانا تھا کہ دل مین درد پیدا ہو گیا

کم قیامت سے مین سمجھون کیون تری رفتار کو
دو قدم جب تو چلا اک حشر برپا ہو گیا

مر گیا در پہ جدائی سے تڑپ کر جب کوئی
ہنس کے وہ بولے کہ اک بیمار اچھا ہو گیا

جب دل پرسوز سے اوٹھا شب غم مین دھوان
آسمان زیر فلک ایک اور پیدا ہو گیا

مونس تنہائی فرقت مین کہان ہے کوئی اب
دل بھی اپنا اب نہین ہے وہ بھی انکا ہو گیا

آہ کہتی ہے زبان حال سے دل جل گیا
اک چراغ آرزو تھا وہ بھی ٹھنڈا ہو گیا

حیرت افزا حسن ہے اشفاق ہے اوس شوخ کا
آنکھ اوٹھاکر جسنے دیکھا اوسکو سکتا ہو گیا

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن	بحر رمل مثمن محذوف
پہلے وہ کچھ دیر تڑپا اور پھر بیدم ہوا	تیرے بسمل کا ستمگر آج یہ عالم ہوا
موسمِ گل کا خزان مین اسطرح سے غم ہوا	خاک اوڑتی ہے چمن مین ہر گلِ تر زرد ہے
عمر بھر تڑپا دلِ بیتاب ایسا غم ہوا	آرزوئین سب مٹا دین یاس نے جسدم مری
دل جگر کا عشق مین بس ایک ہی عالم ہوا	سوزِ ہجران سے یہ دونون جلکے خاکستر ہوئے
جس گھڑی مجھ نیم بسمل کا تڑپنا کم ہوا	تیرِ قاتل نے لگایا دوسرا اللہ رے ظلم
مرگِ دشمن کا اونھین افسوس ایسا غم ہوا	بال ہین سر کے پریشان اور ہے چہرا اداس
کس غضب کی تھی ادا مقتول اک عالم ہوا	تیغ عریان لیکے پھر سیر جب نکلا وہ شوخ
وای قسمت اب یہ ہمکو اور غم مین غم ہوا	رنجِ فرقت مین سنا ہے وہ ہے مہمانِ رقیب
زخمون سے چھلنی ہمارا سینۂ پر غم ہوا	اللہ اللہ بارشِ تیرِ ستم کی شوخیان
خشک ہر آنسو ہمارا صورتِ شبنم ہوا	یہ تپش رخسارِ جانان دیکھی اے اشفاق جب

ردیف بائے موحدہ

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن	بحر رمل مسدس محذوف
صبر کر کچھ دن نہ کر فریاد اب	دیکھ لے یہ بھی دلِ ناشاد اب
ظلم کرتے ہین نئے ایجاد اب	وہ فقط میرے ستانے کے لیے
رحم کر چرخِ ستم ایجاد اب	ظلم کی حد ہو گئی گھبرا گئے
کیون تڑپتا ہے دلِ ناشاد اب	پہلے جب سونچا نہ تو انجامِ عشق
کرتے ہین یون خاطرِ جلاد اب	تنگ آکر سر دیے دیتے ہین ہم
سو رہے دم بھر دلِ ناشاد اب	صبح ہونے کو ہے شب روتے کٹی

پھر مجھے یاس و تمنا مہمان | پھر دل ویران ہوا آباد اب
خود فراموشی مرے کام آگئی | رات دن کرتا ہوں تجھکو یاد اب

ہم نہ تھے اشفاق واقف عشق سے
سر پڑی ہے یہ نئی افتاد اب

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف | مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

افشان کی یاد میں مجھے آیا قرار کب | جھپکے ہیں سر سے دیدۂ اختر شمار کب
آئیگا اپنے وعدے پہ دیکھیں وہ یار کب | ہوگا نگاہ دل سے مرے انتظار کب
مجھسے ہوا وہ بزم جہاں میں دوچار کب | تیر نگاہ ناز ہوا دل کے پار کب
آنکھوں سے خون بہہ کے بہے ہیں دل و جگر | میری طرح سے ابر ہوا اشکبار کب
دامن اوٹھا کے چلتے ہیں اب آپ کس لیے | باقی صبا نے رکھا ہے میرا غبار کب
قاتل کی شکل دیکھ کے سر کو جھکا دیا | دنیا میں ہوگا مجھسا کوئی جان نثار کب
دست خیال کا ہے یہ احسان عشق میں | چھوٹا ہے گوشۂ دامان یار کب
سرسبزی چمن پہ نہ اتنا غرور کر | او باغبان رہیگی ہمیشہ بہار کب
اللہ رہی ڈھٹائی وہ ایفائے وعدہ پر | کہتے ہیں مجھسے ہنس کے کیا تھا قرار کب
آئینہ سان وہ مجھسے مکدر رہا کیے | غیروں سے اونکے دلمیں رہا ہو غبار کب
ساقی کے ایک جلوے نے مدہوش کر دیا | جاتا ہے اپنی آنکھوں سے دیکھیں خمار کب
پہونچا تڑپ کے ہجر میں اوس بیوفا کے پاس | پہلو میں اب جگر ہے دل بیقرار کب

بے دل لیے ہوے کبھی بوسہ نہ دینگے وہ
اشفاق آپکا ہے اونھیں اعتبار کب

بحر رمل مثمن مقصور	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات
آئینہ کہتا ہے دیکر روے انور کا جواب	دینے والے دے ہی دیتے ہین ہر اک کا جواب
مہر و مہ کیا دیکھین گے روے انور کا جواب	غیر ممکن ہے کہ ہو خورشید محشر کا جواب
تم کبھی مانگو جو اپنے روے انور کا جواب	بدر گھٹکر شرم سے ہو جائے اختر کا جواب
دانۂ مشک ختن کو خال رخ پر شک ہے	ہے شمیم زلف جانان بوے عنبر کا جواب
مضطرب ہو کر جو شوق دید مین لکھونگا خط	نامہ بر لیجانے کو دل ہوگا کبوتر کا جواب
جسم دو ٹکڑے ہوا قاتل سر مقتل مرا	ہوگا اس سے بڑھ کے کیا تیغ دو پیکر کا جواب
سامنے آئینہ آیا صاف ظاہر ہو گیا	غیر ممکن ہے ستمگر ہے ستمگر کا جواب
عشق جانان مین سمجھتے تھے ہوئی مٹی خراب	مرحبا ہر اشک کا دانہ ہے گوہر کا جواب
اوسنے زلفین کھولدی ہین حشر کے میدان مین	تھا یہی بس ایک ہول روز محشر کا جواب
سنتے ہین اعضا تن ہو جائینگے گویا وہان	لیے دہن دینگے سوال روز محشر کا جواب
سب ہنسین گے عمر بھر تیرا اثر پنہا ہے محال	برق تابندہ ہوئے تو قلب مضطر کا جواب
اونکو یکتائی کا دعوے تھا جو دیکھا آئینہ	دیدیا خود عکس نے اونکے برابر کا جواب
آپکا قد ہے درازی قیامت کی مثال	ہے ہمارا نالۂ دل شور محشر کا جواب
آج ہی لکھے ہین اوسنے سیکڑون خط غیر کو	کیا کرے کوئی نہ تھا میرے مقدر کا جواب
ہجر مین اک نازنین کے ضعف سے یہ حال ہے	ہو رہا ہے جسم لاغر تار بستر کا جواب
ہاتھ پر سیماب رکھکر ہنس کے کہتا ہے وہ شوخ	دیکھ لو یہ ہے تمہارے قلب مضطر کا جواب
پھاڑ کر خط کو مرے قاصد سے یہ کہتے ہین وہ	یون دیا کرتے ہین دیکھو اپنے دفتر کا جواب
اونکے ابرو کے اشارے کہتے ہین آشفاق سے	کون ہے جو دے سکے اس تیز خنجر کا جواب

ردیف تاے فوقانی

بحر رمل مثمن مخبون مقصور — فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات

ضبط سے لب پہ نہ آئیگی فغان آجکی رات
پھونک دیگا تو ہی مجھے سوز نہان آجکی رات

بزم مین شمع کے آنسو ہین روان آجکی رات
یا کھلا ہے یہ مرا راز نہان آجکی رات

شور دیوانۂ گیسو کا قضا نے کھویا
چین سے سوئینگے سب اہل جہان آجکی رات

ہل ہے ابرو پہ غضب کی ہین نگاہین اونکی
جان و دل لینگے یہی تیر و کمان آجکی رات

رنج تنہائی مین اوسنے بھی مجھے چھوڑ دیا
دلکا ملتا نہین پہلو مین نشان آجکی رات

گھر سے نکلا تو ہون تاریکی غم مین دیکھون
عشق گیسو مجھے لیجائے کہان آجکی رات

مین تو بیچین ہون فرقت مین کیکی آشفاق
اور رکتی نہین ناصح کی زبان آجکی رات

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع — فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

پھر گیا جب سے دل یار نظر کی صورت
نظر آتی نہین آرام جگر کی صورت

اوسکے دانتون کے تصور مین جو آنسو نکلے
ہوگئے آگے وہ دامن مین گہر کی صورت

کیون خفا ہوگئے کیا ہمنے خطا کی ایجان
بے سبب پھر گئے کیون ہم سے نظر کی صورت

نالۂ دل نہین ہوتا ہے اثر سے واقف
مین نے اس نخل مین دیکھی نہ ثمر کی صورت

تیر پر تیر سہے ظلم کے کھاکر ظالم
کیا بتاؤن جو ہوئی میرے جگر کی صورت

مٹ گئے ہاے تڑپ کر اسی امید مین ہم
پر نہ دیکھی شب فرقت مین سحر کی صورت

جب گئی عرش پہ ناکام ہی آئی افسوس
دیکھنے پائی نہ فریاد اثر کی صورت

ہجر مین یہ بھی پریشان ہے وہ بھی غمگین
دل سے ملتی ہوئی ہے میری جگر کی صورت

تیر گر کھنچتے ہو کھنچو مگر پھیر لو منھ	قابل دید نہین زخم جگر کیصورت

ہو کے مجبور پلٹ آئے ہم اُس کوچہ سے
جب نہ نکلی کوئی **اشفاق** گذر کیصورت

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور	مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات
رکھا ہے تو نے مجھکو پریشان تمام رات	سونے دیا نہ اے غمِ جانان تمام رات
آتے ہین یاد ابروے جانان تمام رات	چلتے ہین سر پہ خنجر برّان تمام رات
مین سوز ہجر یار سے جلتا ہون رات دن	جلتی ہے صرف شمع شبستان تمام رات
گیسو کی یاد مین جو کبھی نیند آگئی	دیکھا کیا مین خواب پریشان تمام رات
دیکھا جو سوز ہجر سے جلتے ہوے مجھے	گریان رہی ہے شمع شبستان تمام رات
آتا نہین ہے وعدے پہ وہ واہ ری نصیب	تکتے ہین راہ دیدۂ حیران تمام رات
تجھپر نثار ہوتا ہے اور رشک مہر و ماہ	سورج تمام دن سرِ تابان تمام رات
مین پاس اُسکے جانے نہ پایا ہزار حیف	جھپکی نہ ہاے چشم نگھبان تمام رات
ہمدم ملا نہ ہجر مین **اشفاق** کوئی اور	مونس رہا تصور جانان تمام رات

ردیف تای مثلثہ

بحر رمل مسدس محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
تم چھپاتے ہو رخ زیبا عبث	چاہنے والون سے ہے پردا عبث
جب سمجھتے تھے نہ آئے گا جواب	تب ہم نے یار کو بھیجا عبث
پاس جب وہ ساقیِ مہوش نہین	کیون نہو پھر ساغر و مینا عبث
آنکھ کے ملتے ہی دل جاتا رہا	ہم نے اُس عیار کو دیکھا عبث

کہتے ہین سنتا نہین ہین حالِ دل
مجھ سے تم کہتے ہو یہ قصا عبث

دل بھی کھویا ہوش بھی جاتے رہے
ہم نے دیکھا وہ رخِ زیبا عبث

توڑ لیتے پھول کیا رخسار کے
بہر دید اُس گل نے ترسایا عبث

چالین چلتے ہین قیامت کی حسین
ہوگا اب اے حشر تو برپا عبث

اس سے بہتر تھا کہ رہجاتا وہین
نامہ بر ناکام تو آیا عبث

اور تڑپایئے گا اے اشفاق وہ
حالِ دل اُس شوخ سے کہنا عبث

ردیف جیم عربی

بحر ہزج مسدس مقصور — مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل

کیے ہر چند سجدے چار سو آج
نہ آیا وہ بتِ بید ادخو آج

ملا گر ہم کو اذنِ گفتگو آج
کہین گے اُن سے دل کی آرزو آج

تہِ خنجر ہوا اپنا گلو آج
ہوئی قاتل کی پوری آرزو آج

کھلے ہین باغ مین اوس گل کے گیسو
بتاتی ہے نسیم مشک بو آج

ملے اک تار گر دامن کا اُس کے
کرون اے زخمِ دل تجھکو رفو آج

عیادت ہی کو آؤ نزع مین تم
نکل جائے ہی اک آرزو آج

خوشی ہو عید کی ساقی مبارک
پلادے جام کے بدلے سبو آج

اگر انجامِ الفت کل سمجھتا
تڑپتا کیون دلِ بیتاب تو آج

ہمارے اشکون کے موتی ہین کیا خوب
کرو ان کو بھی تم زیبِ گلو آج

کسی کی آبرو محفل مین رکھ لے
نہ آنکھون سے نکل اے اشک تو آج

شب تاریک ہو اشفاق روشن
مرے گھر آئے گر وہ شمع رو آج

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور	مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات
ہان ساقیا پلادے مئی خوشگوار آج	اٹھا ہے آسمان پہ ابر بہار آج
پہلو سے اٹھ گیا ہے خفا ہو کے یار آج	قابو مین کس طرح ہو دل بیقرار آج
ہون تھکتا تڑپ کے نہ وعدے پہ آئے وہ	ڈھائیگی اور قہر شب انتظار آج
دیکھین یہ ناگ ڈستے ہین کس کس کو [illegible]	بل کھا رہے ہین دوش پہ گیسوی یار آج
ساقی نے روز عید دیا ہے صلای عام	محروم رہ نہ جائے کوئی بادہ خوار آج
دست جنون نے اپنی دکھائی ہین قوتین	باقی رہا نہ کوئی گریبان کا تار آج
کسطرح انتظار مین کاٹینگے رات ہم	بیچین دن ہی سے ہے دل بیقرار آج
پہلو سے اٹھ کے جاتے ہین وہ صبح وصل گھر	دل کو ہمارے آئیگا کیونکر قرار آج

وہ بیقرار ہین مرے نالون کے شور سے
اشفاق کیون نہو مرے دل کو قرار آج

ردیف جاے حطی

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
قتلگہ مین دیکھکر شمشیر قاتل کی طرح	دل کی بیتابی بڑھی ہے مرغ بسمل کی طرح
تیر نظرون سے لگائے تو نے ظالم اسقدر	ہو گیا گھائل جگر بھی اب مرے دل کی طرح
مرغ بسمل سے جدا ہے برق تابان سے الگ	کیون نرالی ہو نہ میری مضطرب دل کی طرح
رات دن رہتا ہے قاتل تیری ابرو کا خیال	مضطرب ہر وقت ہون مین نیم بسمل کی طرح

دیکھ ڈالے سیکڑون معشوق دنیا مین مگر
ایک مین پائی نہ اُس زہرہ شمائل کی طرح

کھینچ کے وہ آجائین میری پاس اب ممکن نہین
نامرادی پر فدا ہے نالۂ دل کی طرح

درد ہے جو دل مین اوسکے اسکے دلمین وہ کہان
برق کیا تڑپے گی تیرے نیم بسمل کی طرح

ایک حالت ہوگئی دونون کی تیرے عشق مین
دل جگر کے ہے مشابہ ہے جگر دل کی طرح

دیکھکر اُس ساقیِ مہوش کو سب بیخود ہوے
ایک دم مین ہوگئی تبدیل محفل کی طرح

ہین ہزارون دل تری مٹھی مین ظالم سچ بتا
کوئی اُنمین ہے مرے ٹوٹے ہوے دل کی طرح

اک اشارے مین ہزارون نے تڑپ کر جان دی
ابروِ قاتل مین بھی ہے تیغ قاتل کی طرح

جس جگہ کوئی حسین دیکھا وہین پر لوٹ ہے
دل کسی کا بھی نہو اشفاق کے دل کی طرح

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

شاد ہوگا ہجرِ جانان مین مرا دل کسطرح
کوئی بتلادے کہ آسان ہوگی مشکل کسطرح

آئیگی پہلو مین وہ لیلی شمائل کسطرح
دور ہوگی ہجر مین بیتابیِ دل کسطرح

داغ ہے شرمندگی کا اسکے چہرے پر عیان
ماہِ تابان آئیگا تیرے مقابل کسطرح

وصل ہے ساری رگونکا جذبِ شوقِ قتل سے
میری گردن سے جدا ہو تیغ قاتل کسطرح

گو کہ پوشیدہ کیا عالم سے میرے قتل کو
پاک ہوگا خون سے دامانِ قاتل کسطرح

تھی خطا دل کی کہ سودائی ہوا وہ زلف کا
تمنے ڈالی پاؤن مین میری سلاسل کسطرح

تم کہا کرتے تھے مجھ سا کوئی دنیا مین نہین
ہوگیا آئینہ مین پیدا مقابل کسطرح

اک نظر تو دیکھ لے قاتل ذرا اُنکی طرف
جان دیتے ہین تڑپ کر تیرے بسمل کسطرح

مین بھری محفل مین تم کو دیکھتا ہر دم رہا
لیگئے پہلو سے میرے تم مرا دل کسطرح

تھک گیا ہون راہِ الفت مین پریشان ہین کمال
مجھسے اب طے ہوگی یہ دشوار منزل کسطرح

اک اشارے مین تمھاری ابروی خمدار کے
ہوگیا مجروح سینہ مین مرا دل کسطرح

کھاتے ہین چرکے نئے ہر وقت تیغ ظلم کے
جان لے جائین سلامت تیری بسمل کسطرح

بن تو اے ناصح سمجھتا ہون جو سمجھاتا ہے تو
یہ تو بتلادے کہ سمجھے گا مرا دل کسطرح

آسمان بے مہر قسمت کا ستارہ بھی خلاف
پھر ملے **اشفاق** وہ زہرہ شمائل کسطرح

ردیف خاے معجمہ

بحر ہزج مسدس مقصور — مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل

ملا ہے ہمکو ایسا دلربا شوخ
قیامت جسکا غمزہ ہر ادا شوخ

سرِ محفل ہزارون کے لیے دل
غضب کی ہے وہ چشم باحیا شوخ

ہزارون دل لیین کیونکر نہ ہر روز
ہوئی ہے اُنکی چشم سرمہ زا شوخ

ہزارون گالیان اُسنے سُنائین
کہا ہم نے جو اُسکو برملا شوخ

الٰہی دل جگر کی خیر کرنا
نگہ بیباک ہے اُسکی ادا شوخ

کوئی دل زخم سے خالی نہین ہے
ہوئی جب سے وہ چشم فتنہ زا شوخ

اُلجھتی ہے تمھارے گیسوون سے
معاذ اللہ ہے کیا باد صبا شوخ

ملاکر آنکھ کو لے لیتے ہو دل
کہان ہوگا کوئی تمسے سوا شوخ

ہمارا خون بھی شامل ہوا ہے
نہ کیون ہو ہاتھ مین رنگ حنا شوخ

بچایا ہم نے اے **اشفاق** ہرچند
مگر پہلو سے دل لے ہی گیا شوخ

ردیف دال مہملہ

بحر مجتث مثمن مخبون مقطوع مسبغ — مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن

ہمارے دل مین رہیگی نہ اب نہان فریاد — ستم کی حد ہوئی آئیگی تا بزبان فریاد

نگاہِ لطف تو غیرون پہ ہے ہمیشہ سے — کبھی تو سن لو ہماری بھی داستان فریاد

جو تم خلاف ہو وہ بھی ہے منحرف ہم سے — کسی طرح نہ سنے گا اب آسمان فریاد

لگایا اور بھی اک ہاتھ مجھپہ قاتل نے — مری زبان پہ آئی جو ناگہان فریاد

جو سننے والا کوئی پاس ہو تو رحم کرے — شبِ فراق مین کیون ہو ہمہ افگان فریاد

بہارِ باغ پہ کچھ دن غرور تھا اُن کو — خزان جب آئی تو کرتے ہین باغبان فریاد

زبان کاٹ کے جیتے دیے جو قاتل نے — نگاہِ یاس سے کرتے ہین بیجان فریاد

یہ پاس عشق مین مجھکو ہے رازداری کا — کسی طرح نہین آتی ہے تا زبان فریاد

جلا کیا مین سدا سوز ہجر سے لیکن — یہ ضبط تھا کبھی آئی نہ تا زبان فریاد

کسیکے خوف سے لب بھی نہ ہل سکے اشفاق
ہمارے دل ہی کے اندر رہی نہان فریاد

ردیف ذال معجمہ

بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور — مفعول مفاعلن مفاعیل

پہنے جو وہ گلعذار تعویذ — دکھلائے عجب بہار تعویذ

جوڑ رہی ہین جگہ ہے میرے دلکی — سرسے اوبت اُتار تعویذ

کوئی تو اثر کرے گا اُسپر — لکھواؤن گا بے شمار تعویذ

قابو مین ہوا نہ وہ ہمارے — گو حب کے لکھے ہزار تعویذ

ہوتا ہے اثر ضرور اُن مین
لکھتے ہین جو خاکسار تعویذ

اللہ رے نازکی کسیکی
بازو پہ ہوا ہے بار تعویذ

رکھ چوٹی مین تیری او گل
کیونکر ہو مشک بار تعویذ

سر پر اسپنے جو تو چڑھائے
پھر کیون ہو باوقار تعویذ

خط اُسنے جواب مین جو بھیجا
سمجھا دلِ بیقرار تعویذ

اُس گل کے گلے مین ہین جو آشفاق
دکھلاتے ہین کیا بہار تعویذ

ردیف رای مہملہ

بحر رمل مثمن محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ہجر مین تیرے مصیبت ہے دلِ ناشاد پر
چین سے واقف نہین فریاد ہے فریاد پر

جب سے شیدا ہو گیا ہے اُس ستم ایجاد پر
ایک آفت رہتی ہے میرے دلِ ناشاد پر

بلبلون کی آہ آتشناک مین گر ہو اثر
گر پڑے بجلی تڑپ کر خانۂ صیاد پر

گل چمن سے آگئے کھنچکر نشیمن کے قریب
آفرین ہو جذبِ آہ بلبلِ ناشاد پر

اب چھڑانے سے نہ چھوٹے گا یہ روز حشر تک
خون نے قبضہ کیا ہے دامنِ جلاد پر

تیری صورت ہر گھڑی آنکھون مین ہے رشکِ قمر
نقش ہے تصویر کا تیری دلِ ناشاد پر

جانِ شیرین لیکے الفت مین نہ شیرین نے کبھی
جا کے دو آنسو بہائے تربتِ فرہاد پر

کسکی گردن پر چلے مقتل مین پہلے دیکھیے
لاکھون نظرین پڑ رہی ہین خنجرِ جلاد پر

مسکرانا بھی تمہارا قہر سے کچھ کم نہ تھا
ایک بجلی گر پڑی میرے دلِ ناشاد پر

اسقدر تیری خوشی کا پاس ہے ظالم مجھے
آفرین کہتا ہون مین ہر دم تری بیداد پر

وہ بھی ظالم چرخ بھی بے مہر قسمت بھی خلاف
رحم کسکو آئے اب آشفاق کی فریاد پر

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن	بحر رمل مثمن محذوف
دل ہمارا لوٹا ہے برسون سے اس تلوار پر	جان دینگے ایکدن ہم ابروے خمدار پر
فصل گل مین بھی اوداسی چھائی ہے گلزار پر	ہر گھڑی صیاد و گلچین کا لگا ہے دغدغہ
برق کا عالم ہے او قاتل تری تلوار پر	کیون نہ جل جائین دل و جان دیکھکر اُسکی چمک
آبلون کا میرے احسان ہے سر ہر خار پر	خون سے سینچا انھین صحرا نوردی مین سدا
تا بکے زندہ رہین ہم وعدۂ دیدار پر	وہ نہ آئینگے یہ ظاہر ہو گیا اے موت آ
کبک نے گر جان دی ظالم تری رفتار پر	آہوے صحرا بھی آنکھون پر تری قربان ہوے
جان دی لاکھون نے تیغ ابروی خمدار پر	سیکڑون زخمی ہوئے تیر نگاہ یار سے

کیون نہ ہر لحظہ پڑھین بیتابیان آشفاق کی
بے طرح دل آگیا ہے اُس بت عیار پر

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	بحر ہزج مثمن سالم
ہوا نا مہربان بے وجہ ہم پر مہربان ہوکر	ستایا بے سبب ہمکو کسی نے دلستان ہوکر
وہی تربت پہ میری چھا گئی ہے سائبان ہوکر	جو نکلی آہ سوزان بعد مردن بھی دھوان ہوکر
مرے دل پر چلا کرتی ہے تیغ جانستان ہوکر	تری ابرو کی تصویر خیالی سامنے آکر
چبھی ہین کسکی نظرین میرے سینہ مین سنان ہوکر	جگر پر درد شیدا ہے تو دل پر ٹیس مفتون سے
رہین کب تک تری فرقت مین ظالم بے زبان ہوکر	کہان تک ضبط نالہ ہو کہان تک آہ کو روکین
ہمارا حال دل رہ رہ گیا اکثر بیان ہوکر	کہا جب قصۂ ہجران جھڑک کر اُٹھ گئے ہمکو

جو ضبط آہ کرتا ہون تو آنسو نکلے آتے ہین
چھپے گا عشق دل مین کسطرح راز نہان ہوکر

محبت کی عیان وحشت جنون ڈانگ کیسعی کی
پڑا ہے پاؤن مین چاک گریبان بیڑیان ہوکر

جو اک الله ری دست جنون دیکھی تری قوت
گریبان اور دامن اڑ گئے سب دھجیان ہوکر

ہمارے ہی جگر کو اسنے پھونکا واہ ری قسمت
جو نکلی آہ سوزان ہجر مین برق تپان ہوکر

ستایا ہے مجھے آشفاق ایسا ان حسینون نے
صدای خندہ بھی لب سے نکلتی ہے فغان ہوکر

بحر ہزج مثمن سالم — مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ہوا ہے جب سے شیدا ابروے خونخوار قاتل پر
چلا کرتا ہے ہر دم خنجر ہجران مرے دل پر

کوئی دم کا وہ مہمان ہے ہزارون زخم ہین دل پر
عجب اک یاس کا عالم ہے قاتل تیری بسمل پر

وہ طوفان اٹھا جو غربت مین دل پر سوز مجنون سے
غبار آسا وہ جاکر چھا گیا لیلی کی محمل پر

بہار آئی ہوئی ہے ابر اٹھ اٹھ کر برستے ہین
ہجوم بادہ نوشان کیون نہو دریائے ساحل پر

تمھاری ترچھی نظرون سے کلیجہ ہوگیا زخمی
قیامت ہوگیا ہنسنا گری بجلی مرے دل پر

شہادت دینگے روز حشر میرے خون ناحق کی
پڑے ہین جتنے دھبے خون کے دامان قاتل پر

نگاہ ناز سے ہر دم جگر پر تیر پڑتے ہین
ہمیشہ جنبش ابرو سے خنجر چلتے ہین دل پر

تصدق بلبل جان کیون نہو پھر شوق سے اسپر
گلستان خون سے جب بنگیا ہی تیغ قاتل پر

یہ بے رحمی ہے بے رحمی جلاتے ہو ستاتے ہو
ترس تمکو نہین آتا مری بیتابی دل پر

ہزارون جان دیتے ہین سر مقتل سبب کیا ہے
یہ جوہر ہے کہ نقش حب کھنچا ہی تیغ قاتل پر

ہماری آہ و نالہ سے فلک بھی کانپ اٹھتا ہے
اثر ہوتا نہین افسوس کچھ اس شوخ کے دل پر

ہمین پر کچھ نہین موقوف ہے او ناصح ناداں
ہزارون مرتے ہین دنیا مین اس لیلی شمائل پر

در پہ یاس آتے ہین سودائی خود بہ خود کھنچ کر زندان مین
جنون مین جذب کا عالم یہ طاری ہے سلاسل پہ

نہ پورا ہو سکا شوقِ شہادت وائے ناکامی
گلا مقتل مین رکھا ہمنے اکثر تیغِ قاتل پہ

جو دیکھا آئنہ پھر آہ کرنے کا سبب کیا ہے
تمھین بھی پیار شائد آگیا اپنے مقابل پہ

ہوے غرقاب صدہا ڈوب کر دریائے الفت مین
کسی کی کشتی مقصد نہ پہونچی جاکے ساحل پہ

عجب اشفاق ہون مین کشمکش مین سخت آفت ہے
نہ دلبر ہی پہ قابو ہے نہ قابو ہے مرا دل پہ

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

خانۂ دل مین رہا کرتے ہو مہمان ہوکر
سامنے کیون نہین آتے ہو نمایان ہوکر

مجھسے کی بات جو اُس شوخ نے خندان ہوکر
اُٹھ گئے بزم سے اغیار پشیمان ہوکر

برہمن ہون ابھی زاہد بڑے شوق کے ساتھ
جائے مسجد مین جو وہ درپئے ایمان ہوکر

تم ملو غیر سے پر مجھکو بتا دو یہ بھی
مین بھی دنیا مین رہونگا کبھی شادان ہوکر

ضبط نالہ جو کرون اشک نکل آئینگے
عشق دل مین نہ رہیگا کبھی پنہان ہوکر

رسم پوری ہوئی مقتل مین گلے ملنے کی
رہگئی تیغ بھی گردن پہ گریبان ہوکر

عشق کی آگ مرے سینہ مین اور رشک قمر
دیکھ چکی ہے چراغِ تہِ دامان ہوکر

وعدہ آنے کا کیا حیف نہ آیا وہ شوخ
ملگیا خاک مین سب وصل کا سامان ہوکر

تیر جو تونے لگایا تھا بڑی قوت سے
رہگیا وہ دلِ پُر درد مین ارمان ہوکر

اب نہ دامن نہ گریبان ہی رہا دستِ جنون
جاتے ہین دشت کو ہم بے سروسامان ہوکر

پھنس گئے سیکڑون عشاق کے دل او ظالم
بنگئی دام تری زلف پریشان ہوکر

اے قضا تو اگر آجائے شبِ ہجران مین
روح نکلے تری شرمندۂ احسان ہوکر

عشق مین گیسوی جانان کے یہ اُلجھن ہے مجھے
دل سے ہر آہ نکلتی ہے پریشان ہوکر

خفت اے قیس نہو بادیہ پیمائی مین
ہو مقابل نہ مرا طفل دبستان ہوکر

سر جھکائے ہوے کیون بیٹھے ہین سب اے اشفاق
اُٹھ گیا بزم سے کون آج غزلخوان ہوکر

ردیف زاے معجمہ

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور	مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات
آیا شب میرے پاس وہ رشک قمر ہنوز	آہون نے میری کچھ نہ دکھایا اثر ہنوز
جان آگئی لبون پہ فراق حبیب مین	لیکن وہ میرے حال سے ہے بیخبر ہنوز
افسوس نقش پا بھی مٹا راہ عشق مین	اُترا نہ میرے دوش سے بار سفر ہنوز
اُٹھتی نہ تھی وہ آنکھ ہمین موت آگئی	چھوٹا نہ تھا کمان سے تیر نظر ہنوز
بے چین ہوکے آئین وہ اے دل محال ہے	یا رب اثر سے دور ہے آہ سحر ہنوز

اشفاق جان بلب ہوئی جسکے فراق مین
وہ شوخ اُنکے حال سے ہے بیخبر ہنوز

ردیف شین معجمہ

بحر رمل مثمن مقصور	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات
ہوسکی تجھ سے نہ اُس زہرہ شمائل کی تلاش	ڈوب مرنے کو کر اے دل چاہ بابل کی تلاش
مجھکو پہلے تھی کسی لیلی شمائل کی تلاش	لگگیا جب وہ تو اب پیدا ہوئی دل کی تلاش
جان دیتا ہے اُسی پر جسکا ملنا ہے محال	دلکو رہتی ہے ہمارے کار مشکل کی تلاش

سیکڑون دل ہین ترے قبضے مین او ظالم مگر
پھر بھی رہتی ہے ہمیشہ اک نئے دل کی تلاش

تیرگی شامِ غم سے تنگ ہون اسے بیکسی
کس طرح مجھکو نہو اُس شمع محفل کی تلاش

بحرِ الفت کا کنارہ آج تک پایا نہین
مجھکو ہے مدت سے اس دریا کی ساحل کی تلاش

خون میری آرزوون کا کیا جس نے سدا
مجھکو رہتی ہے اسی بے مہر قاتل کی تلاش

جب نکالے پاؤن وحشت نے خیالِ زلف مین
ہو گئی احباب کو میری سلاسل کی تلاش

آئی پھر فصل بہاری ہین خوشی کے چہچہے
پھر ہوئی صیاد ظالم کو عنادل کی تلاش

دل ہین ای مجنون جو تو رکھتا اسے آرام سے
حشر تک ہوتی نہ پھر لیلی کو محمل کی تلاش

کیون نگاہ جستجو سے دیکھتے ہو ہر طرف
سچ بتا دو ہے جگر کی یا مرے دل کی تلاش

کاٹے سے کٹتی نہین اشفاق راتین ہجر کی
رہتی ہے دل کو مرے اک ماہِ کامل کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

بحر رمل مسدس مجنون مقصور — فاعلاتن فاعلاتن فعلات

دل کو ہے اک بتِ گلفام کی حرص
کیون نہ مجھکو ہو مے و جام کی حرص

وصل نے اور قیامت ڈھائی
بڑھ گئی اس دلِ ناکام کی حرص

کیون ستائے نہ شب ہجر اُسے
جسکو ہو زلفِ سیہ فام کی حرص

ابر اُٹھا ہے بہار آئی ہے
پھر ہوئی دل کو مے و جام کی حرص

نہین آنا ہے تو وعدہ نکرو
کیون بڑھاؤ دلِ ناکام کی حرص

شب کو آنے کو کہا جب اُسنے
صبح سے مجھکو ہوئی شام کی حرص

دل کو ہے لذتِ آزار پسند
اسکو مطلق نہین آرام کی حرص

دیکھکر زلف گرہ گیر اُسکی
ہو گئی دل کو مری دام کی حرص

فصل گل آگئی ساقی سُن لے
مجھکو پھر ہے مئی گلفام کی حرص

دیکھ لے حسن اگر اُس بت کا
پھر نہ زاہد کرے اسلام کی حرص

وحشت دل مین ہجر جامہ دری
کس طرح سے ہو کسی کام کی حرص

ہجر مین یار کے مجھکو **آشفاق**
کس طرح سے ہو می و جام کی حرص

ردیف ضاد معجمہ

بحر مجتث مثمن مخبون محذوف — مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

انھین ہے عیش سے راحت سے بوستان سے غرض
ہمین ہے آہ سے فریاد سے فغان سے غرض

شب فراق نہین اور کے بیان سے غرض
ہمارے دلکو ہے بس اُسکی داستان سے غرض

لیا اجل نے ترس کھا کے اپنے دامن مین
رہی نہ جبکہ تمھین اپنے نیمجان سے غرض

تمام عمر کٹی ہے قفس مین اے صیاد
نہ ہمکو باغ سے مطلب نہ آشیان سے غرض

چلی نہ حلق پہ پھر سے نہ دل مین در آئی
نہ نکلی ہاے کوئی تیغ جانستان سے غرض

ترا ہی ہجر مین ہر وقت ذکر تیرا ہے
نہین ہے دل کو کسی اور داستان سے غرض

ہماری تو کوئی حسرت نہ آج تک نکلی
کسیکی پوری ہوئی ہوگی آسمان سے غرض

مین طے کرونگا سفر کوے عشق کا تنہا
وہ راہرو ہون نہین جسکو کاروان سے غرض

جنون کے جوش مین پھرتا ہون کوہ و صحرا مین
نہ کچھ قیام کی خواہش نہ ہر مکان سے غرض

کسیکی جان پہ بن جائے یا اجل آئے
وہ تیغ کھینچے ہین اُنکو ہے امتحان سے غرض

یہ الیسا ظالم و بے رحم ہے کہ اے **اشفاق**
کبھی نہ پوری ہوئی کوئی آسمان سے غرض

ردیف طاے مہملہ

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف — مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

قاصد تڑپ کے جائے گا خود پیش یار خط
ظاہر کرے گا حال دل بیقرار خط

بھیجے ہین مین نے یار کو قاصد ہزار خط
لکھا نہ اُسنے حیف مجھے ایک بار خط

نامے کو پرزے کرکے وہ قاصد سے کہتے ہین
لو ایک کے جواب مین یہ ہین ہزار خط

تعویذ دل بناؤن اُسے مین ہزار بار
قاصد اگر وہ بھیجے مجھے ایک بار خط

اک لکھین جانتا ہو جو قاصد کے قتل کو
بھیجون مین کس طرح اُسے پروردگار خط

لکھا جو اپنے ہاتھ سے اُسنے تو اُف ری شوق
مین نے شب فراق پڑہا بار بار خط

تا سلسلہ جواب کا جاری رہے سدا
بھیجا کرون گا روز اُسے مین چار خط

لکھونگا حال ہجر و تمناے وصل اگر
ظاہر کریگا رنگ خزان و بہار خط

اللہ ری نزاکت قاتل کہ وقت قتل
پڑتا نہین گلے پہ مرے زینہار خط

لکھا ہوا ہے دست نگارین یار کا
اشفاق کیون نہو چمن پر بہار خط

ردیف عین مہملہ

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور — مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل

سیکھا ہے اگر شیوهٔ بیدادگری شمع
ہشیار کہ آتی ہے نسیم سحری شمع

جل مرتے ہین بیکار یہ پروانے ہزارون
سیرت مین نہ اچھی ہے نہ صورت مین پری شمع

دلگیر نہ سن لے کہین پروانون کی فریاد
کرتے ہین وہ سب شکوهٔ بے بال و پری شمع

پروانون کو مارا ہے جلا کر سر محفل
اس جرم سے ممکن نہین ہو جاؤ بری شمع

روشن ہے ترے جلوۂ رخسار سے عالم
دکھلائے ترے سامنے کیا جلوہ گری شمع

پروانون کے یہ آخری ہین کچھ نفسِ سرد
تو جس کو سمجھتی ہے نسیمِ سحری شمع

گرجائینگے عشاق بھی پروانون کی صورت
اُسکو نہ سکھا شیوۂ بیدادگری شمع

محفل مین جلاتی نہین پروانونکو اشفاق
اُس شوخ کو سکھلاتی ہے بیدادگری شمع

ردیف غین معجمہ

بحر رمل مثمن محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

قتلگہ مین ناز سے قاتل دکھلاتی ہے تیغ
میرے قاتل کی طرح سے خود کھنچی جاتی ہے تیغ

مجھ سے مشتاقِ اجل کے پاس کب آتی ہے تیغ
اپنا جلوہ دور سے دکھلاکے ترپاتی ہے تیغ

میری بےجرمی سے قاتل ایسی گھبراتی ہے تیغ
سوی گردن آتے آتے خود رُکی جاتی ہے تیغ

تیری ابرو کو یہ جنبش ہوتی ہے او جنگ جو
یا گلے پر عاشقون کے آکے پھر جاتی ہے تیغ

ہائے تجھکو کچھ نہ رحم آیا دلِ مقتول پر
دیدۂ جوہر سے قاتل اشک برساتی ہے تیغ

قتل کر قاتل کہین جھگڑا چکے قصہ مٹے
بسملِ ابرو پہ کھنچکر کیون رکی جاتی ہے تیغ

سخت جان ایسا ہون مین شل دستِ قاتل ہوگیا
یہ تماشا دیکھکر مقتل مین شرماتی ہے تیغ

دیکھتے ہی اُسکا جلوہ قتل لاکھون ہوگئے
کیا عروسِ مرگ بنکر سامنے آتی ہے تیغ

ہے یہ عشقِ ابروی خمدار کا قاتل اثر
خود بخود میرے گلے سے آکے لگ جاتی ہے تیغ

ترچھی نظرین ہین کبھی انکی کبھی ابرو پہ بل
گاہ چل جاتے ہین ناوک گاہ چل جاتی ہے تیغ

ہے اگر عشقِ ابروی خمدار کا تو دل کہو
یہ جگر کو کس لیے اشفاق ترپاتی ہے تیغ

ردیف فا

بحر رمل مثمن محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

مجھکو کھینچا لاکھ وحشت نے بیابان کی طرف
لیچلا شوقِ اسیری پھر بھی زندان کی طرف

دستِ وحشت جب بڑھا چاکِ گریبان کی طرف
ضعف بول اُٹھا کہ مین ہون تیرے دامان کی طرف

کشتۂ حسرت کوئی شاید اُنھین یاد آگیا
آج وہ جانے کو ہین گورِ غریبان کی طرف

در پہ اُنکے ہون مگر اُن تک پہونچ سکتا نہین
دیدۂ حسرت سے تکتا ہون نگہبان کی طرف

فصلِ گل آئی جنون نے سر اُٹھایا خیر ہو
ہاتھ پھر بڑھنے لگا اپنے گریبان کی طرف

واہ اے شوقِ خلش سب زخم دلکے کھل گئے
ہاتھ قاتل نے بڑھایا جب نمکدان کی طرف

سرد مہری دیکھکر ہر روز او ظالم تری
یاس بڑھتی ہی ہماری قلبِ سوزان کی طرف

میکشی کا لطف ہے پھر آگئی فصلِ بہار
ابر پھر بڑھنے لگا رندو گلستان کی طرف

حلقۂ زنجیرِ وحشت نے لیے آکر قدم
اک نظر دیکھا جو ہمنے زلفِ جانان کی طرف

دم اُلجھتا ہے جنون مین زور کچھ چلتا نہین
دیکھتا ہون یاس سے مین بابِ زندان کی طرف

جوشِ وحشت مین ہین دونون ہاتھ یون مصروفِ کار
ایک دامن کی طرف ہے اک گریبان کی طرف

چوٹ خشکی کھائی ہے میرے جگر نے اونگاہ
ہان وہی ناوک چلین قلبِ پرارمان کی طرف

یہ تمھین منظر دکھلائیگا بھری برسات کا
تم ذرا دیکھو تو جوشِ چشمِ گریان کی طرف

سیرِ گل ہے بار خوش آئی ہے اے اشفاق کب
دل شکستہ کیا کرون جا کر گلستان کی طرف

ردیف قاف

بحر رمل مثمن مخبون مقصور — فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات

ساقیا کہتی ہے خود گردشِ پیمانۂ عشق
رہے آباد ہمیشہ ترا میخانۂ عشق

میری آنکھون مین سمایا ہے پریخانۂ عشق
کیون دلِ زار نظر آئے نہ دیوانۂ عشق

آرزو رکھتے ہین یہ سرخوشِ پیمانۂ عشق
آنکھ کے سامنے ہو جلوۂ میخانۂ عشق

مین سمجھتا ہون کہ جب تک ہے یہ دنیا قائم
ختم ہوگا نہ کسی طرح سے افسانۂ عشق

ساقی آنکھون کا تصدق مئے گلگون کے عوض
مجھکو للہ پلا دے کوئی پیمانۂ عشق

الفت حور سے آشفتگیِ زلف اچھی
گلشنِ خلد سے بہتر مجھے ویرانۂ عشق

عشوہ سازی لبِ یار معاون ہے اگر
بعد مرنے کے بھی جی اٹھین گے دیوانۂ عشق

لاکھ قرآن کی ہوا دیجیے اون کو لیکن
آپ ہین آ نہین سکتے کبھی دیوانۂ عشق

چاندسی شکل کے معشوق ہین صدہا اسمین
رہے آباد الٰہی یہ صنم خانۂ عشق

دین و دنیا کو فراموش کیا ہے مین نے
جب سے ساقی نے پلایا مجھے پیمانۂ عشق

ہاے کوتاہیِ قسمت کہ بر آئی نہ مراد
آجتک طے ہوئی منزلِ ویرانۂ عشق

تا ابد روئینگے آشفاق ہمین صاحبِ درد
ہم گذر جائین گے رہ جائے گا افسانۂ عشق

ردیف کاف

بحر ہزج مسدس محذوف — مفاعیلن مفاعیلن فعولن

ہوگا مجھکو وصلِ یار کب تک
رہے گا ہجر کا آزار کب تک

بتا دے او جگر تو ہی بتا دے
ستائے گا دلِ بیمار کب تک

بہت ہین قتل کے مشتاق قاتل
چلے گی تیغ جوہردار کب تک

بہار آئی ہوئی ہے کس سے پوچھون
کھلے گا خانۂ خمار کب تک

جنون صحرا نوردی سے بتا دے
رہین گے آبلون مین خار کب تک

بتا دے مجھکو او خوبیِ قسمت
ملے گا جام وصلِ یار کب تک

جو عیسیٰ ہو بیٹا او شربتِ دید
جدائی مین مرین بیمار کب تک

نکر تے ہین وہ دل لے کر ہمارا
رہے یہ دیکھیے انکار کب تک

بتا اسے موت دم آیا لبون پر
کرین اب انتظارِ یار کب تک

تپِ ہجران نہین جاتی ہے آشفاق
ستائے دیکھین یہ آزار کب تک

بحر ہزج مسدس محذوف — مفاعیلن مفاعیلن فعولن

ستاے تیرا دل چاہے جہان تک
اگر یہ ظلم او ظالم کہان تک

جلایا دل جگر برقِ غضب نے
مگر مین نے نہ کی آہ و فغان تک

کہان مین اور کہان کعبہ کی منزل
کسی کا فضل لے آیا یہان تک

شبِ ہجران مین تھا یہ ضعف مجھکو
نہ آئی آہ بھی میری زبان تک

مری ناکامیِ تقدیر دیکھو
نہ پہونچا جا کے قاصد بھی وہان تک

لگا کر خنجرِ جور و جفا تم
کروگے دل مرا زخمی کہان تک

نہ آہِ نارسا کا حال پوچھو
پلٹ آتی ہے جا کر آسمان تک

گھٹا یہ خون میرا اسنے تپِ غم
ہوئی ہے خشک چشمِ خونفشان تک

قفس مین ہون مگر میرا تصور
پہونچ جاتا ہے اکثر آشیان تک

بہت کمزور ہون بادِ صبا مین
تو ہی پہونچا دے مجھکو کاروان تک

نہ چھوٹے آہ ہم قیدِ محن سے
پرانی ہوکے ٹوٹین بیڑیان تک

تو ہی انصاف کر او وصلِ دلبر
اٹھائون صدمۂ ہجران کہان تک

کرون تدبیر ایسی کون اشفاق
پہونچ جاؤن جو اُسکے آستان تک

ردیف کاف فارسی

بحر رمل مثمن مخبون مقصور	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات
ہو گئی مجھکو عبث یارِ دل آزار سے لاگ	ہو کسیکو نہ کبھی ایسے ستمگار سے لاگ
کون صحت کا طریقہ ہے بتادے مجھکو	درد کو جب ہو مسیحا دلِ بیمار سے لاگ
بزم مین بھی تہین اُٹھتی ہے نقابِ عارض	پھر یہ کہتے ہو کہ ہے طالبِ دیدار سے لاگ
دل کو پامال کیا حلق پہ پھیرا خنجر	دشمنی اُنکو تھی مجھسے مرے غمخوار سے لاگ
آتی ہے روزِ قیامت کی طرح شامِ فراق	دل کو جس دن سے ہوئی یار کی رفتار سے لاگ
شام ہی سے وہ شبِ وصل مین سوجاتے ہین	شومیِ بخت کو ہے طالعِ بیدار سے لاگ
کیون نہو دل کو مرے لذتِ آزار پسند	ہو گئی ہے اسے اُس نرگسِ بیمار سے لاگ
جتنی ہوتی ہے دوا اُتنا سوا ہوتا ہے	درد کو ہو گئی میرے دلِ بیمار سے لاگ
کس طرح چین پڑے اُسکو شبِ فرقت مین	جسکے دل کو ہو کسی یارِ طرحدار سے لاگ

پیچ تقدیر نے کھایا ہے بلا کا اشفاق
ہو گئی جب سے کسی گیسوی خمدار سے لاگ

ردیف لام

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن
رگ گردن پہ چلے گر ترا خنجر قاتل	ہم تڑپنے کے دکھادین تجھے جوہر قاتل
قتل میرا نہ چھپے گا سرِ محشر قاتل	تیرا دامن ہے مرے خون کا محضر قاتل

وہی دنیا مین نہین ایک ستمگر قاتل
حسن والے ہین سبھی ای دلِ مضطر قاتل

سیکڑون جسم نظر آتے ہین بے سر قاتل
کھل گئے آج تری تیغ کے جوہر قاتل

مر کے بھی جسمِ بسمل نے اثر دکھلایا
سر جھکائے ہوے بیٹھا ہے برابر قاتل

اشک کی تیرون سے اب کیون نہ جگر ہو غربال
زخم ہے تیری نظر کا مرے دل پہ قاتل

بیکسون پر تو فلک کو بھی ترس آتا ہے
مجھکو تڑپاتا ہے تو کیون تہِ خنجر قاتل

سخت جانی کا مری کوئی کرشمہ دیکھے
تیغ کی باڑھ مڑی ہو گیا ششدر قاتل

آرزو ہے کہ تڑپ لون تو مرا دم نکلے
روک کر ہاتھ چلا حلق پہ خنجر قاتل

کیا ضرورت ہے کفن کی ترے کشتہ کے لیے
اسکو کافی ہے فقط خون کی چادر قاتل

اتنا تڑپا شبِ غم مین کہ مجھے موت آئی
ہو گیا میرے لیے اُف دلِ مضطر قاتل

سختیان زیست کی کٹ جائینگی شادان ہون مین
میری قسمت سے ملا ہے مجھے دلبر قاتل

کشتۂ تیغ جفا ہون کوئی پہچان رہے
ڈال دے سرخ مری قبر پہ چادر قاتل

مضطرب شوقِ شہادت مین رہا کرتا ہون
مجھکو آرام ملے گا تہِ خنجر قاتل

کشتۂ تیغ تبسم ہون بہت مدت سے
آیا ہے کھینچ کے کیون تیغ دو پیکر قاتل

زخم بھرنے پہ بھی اب اشک نہین رک سکتے
روتے روتے مین ہوا رونی کا خوگر قاتل

ذبح کے وقت نظر ہے تری پیشانی پر
دیکھ چمکا مری تقدیر کا اختر قاتل

کس سے الفت کرین اشفاق بتادو ہم کو
سارے معشوق ہین دنیا مین ستمگر قاتل

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف
مفعول فاعلات مفاعیل فاع لن

ظاہر کرون مین شوق سے رازِ نہانِ دل
راضی اگر ہو سننے پہ تم داستانِ دل

بیدل تڑپتے ہین رہِ الفت مین سیکڑون
کیا لٹ گیا ہے آگے یہان کاروانِ دل

اوخوش خرام دیکھ لین تیری شرارتین
چھوٹی ہوئی ہے ہاتھ سے میرے عنانِ دل

تم ابتدا ہی سنکے پریشان ہوگئے
باقی ابھی بہت ہے مری داستانِ دل

ایسا مٹایا اُسکو کہ برباد کردیا
اچھا کیا حضور نے یہ امتحانِ دل

مونس کوئی ہے اور نہ غمخوار میرے پاس
کس سے شبِ فراق کہون داستانِ دل

سوزِ تپِ فراق مین حدت ہے اسقدر
جلنے لگا جگر بھی ہمارا بسانِ دل

حالت یہ ضعف کی ہے فراقِ حبیب مین
لب تک بھی میرے آ نہین سکتی فغانِ دل

اے یاس تونے طائرِ ارمان اڑا دیے
ویران پڑا ہوا ہے مرا آشیانِ دل

یہ بھی تڑپ رہا ہے جو دردِ فراق مین
آنکو جگر پہ ہونے لگا ہے گمانِ دل

سننے سے پہلے اپنا کلیجہ سنبھال لو
ڈوبا ہوا ہے درد مین ایجان بیانِ دل

کیا کیا اثر نے کی ہین تلوّن مزاجیان
پہونچی جو آسمان پہ کسی دن فغانِ دل

سنتا تم اُس سے چاہو اگر داستانِ درد
پیدا ابھی ہو شوق بیان مین زبانِ دل

اشفاق اب جگر کو بچائین کہ جان کو
بڑھنے لگا فراق مین سوزِ نہانِ دل

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف — مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

اُس شوخ کے فراق مین ہی بیقرار دل
قابو مین اب نہین ہے مرے زینہار دل

مانگے جو مجھسے بزم مین چشم نگار دل
اک دل کے جا نثار کرون مین ہزار دل

وہ بیٹھتے نہین مرے پہلو مین خوف سے
اللہ ایسا ہو گیا بے اعتبار دل

سمجھے وہ خاک مالِ دلِ داغدار کو
نقشِ قدم پہ جسکے مٹے ہون ہزار دل

ہو رشک کا جراکہ جگر بھی ہے بیقرار
تیر نگاہ سے جو ہوا ہے فگار دل

برچھی لگاکے دل پہ یہ سفاک نے کہا
ہم لے کے کیا کرینگے ترا زخمدار دل

ناآشنائے رحم ہے جو بیوفائے خلق
کرتا ہے اُسکو یاد عبث باربار دل

دیکھا جہان حسین کوئی لوٹ ہوگیا
ایسا بھی ہے کسی کا نہ بے اختیار دل

کھائی ہین داغ آتش ہجران ہزار ہا
دکھلا رہا ہے سیر چمن کی بہار دل

چالون نے تیری اُسکو ستایا غضب کیا
سمجھا تھا مین رہیگا مری یادگار دل

اے ضبط عشق وقت مدد ہے سنبھالنا
بے چین کر رہا ہے مجھے باربار دل

ہان ہان اُسی ادا سے کیے جا نہین نہین
صدقے کرون جگر تری لب پر نثار دل

اشفاق مین خاک ہو دم بھر مجھے نصیب
سوز تپ فراق سے ہے بیقرار دل

بحر مجتث مثمن مخبون محذوف
مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

فدا جو شوخی دلبر پہ ہے شباب مین دل
تو اپنی حد سے زیادہ ہے اضطراب مین دل

غم حبیب سے رہتا ہے اضطراب مین دل
یہ اُسکا عشق ہوا ہے کہ ہے عذاب مین دل

شب فراق قیامت سے کم نہین ہم کو
جگر عذاب مین رہتا ہے اضطراب مین دل

تلاش ہمکو ہے بیکار مل نہین سکتا
چھپا ہوا ہے کسی پردۂ نقاب مین دل

ازل سے گیسوے پرخم کا عشق ہے مجھکو
تمام عمر رہے کیون نہ پیچ و تاب مین دل

جگر پہ ہاتھ جو شوخی سے رکھدیا اُسنے
نکل گیا مرے پہلو سے اضطراب مین دل

تمھاری شوخ نگاہی بھی کیا قیامت تھی
اُڑا کے لے ہی گئی گرچہ تھا حجاب مین دل

شگون مین فصل بہاری مین وعظ کیا واعظ
لگا ہوا ہے مرا شیشۂ شراب مین دل

ہزارون دل لیے حاضر ہین سامنے اشفاق
یہ دیکھین آتا ہے کون انکی انتخاب مین دل

ردیف میم

بحر مجتث مثمن مخبون مقطوع مسبغ	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان
بہت دنون سے کچھ اسکی خبر نہین معلوم	کدہر گیا ترا شوریدہ سر نہین معلوم
نہ مجھکو یاد ہون دل کی خبر نہین معلوم	گیا ہے سینہ سے میرے کدہر نہین معلوم
ہمارا درد جگر شام ہی سے افزون ہے	شب فراق ہو کیا تا سحر نہین معلوم
نہ نامہ لایا نہ نامہ کا کچھ جواب اے دل	پہونچ کے وان ہوا کیا نامہ بر نہین معلوم
شب فراق مین تیرہ ہوا ہے خانۂ دل	کہان گیا ہے وہ رشک قمر نہین معلوم
وہ ہاتھ رکھین گے کس روز میرے سینہ پر	رہیگا کب مرا درد جگر نہین معلوم
ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل بیتاب	پتہ لگائین کہان کچھ خبر نہین معلوم
نہ جسکے دل مین چھپا ہو ترا خدنگ نظر	ہمین تو کوئی بھی ایسا بشر نہین معلوم
بہار آتی ہی ساقی گئے ہوش و حواس	کہ دو جہان کی ہمکو خبر نہین معلوم
ادہر ہے کعبہ ادہر دیر اور مین بیخود	سر نیاز جھکیگا کدہر نہین معلوم

کسی کی مست نگاہین نظر مین ہین اشفاق
کہان ہے شام کدہر ہے سحر نہین معلوم

بحر رمل مسدس مخبون محذوف	فاعلاتن فعلاتن فعلن
تنگ ہین عشق کے آزار سے ہم	روتے روتے ہوئے بیمار سے ہم
دیکھکر بلبل و گل کو یان ہم	داغ اک لائے ہین گلزار سے ہم
جس کو آتا ہی نہو نام وفا	کیا ملین ایسے ستمگار سے ہم
داغ دل زخم جگر صدمۂ جان	لائے یہ حسن کی سرکار سے ہم

لطف کیا اُسکی محبت مین ملا — پوچھتے ہین دلِ بیمار سے ہم
ضعف چھٹلا نہ ابھی راہ مین تو — دور ہین کوچۂ دلدار سے ہم
بخت موئے سے اعانت چاہی — ہوئے مایوس جو دیدار سے ہم
چشمِ مخمور کی الفت جو ہوئی — نظر آنے لگے میخوار سے ہم
دل جگر جس نے لیا باتون مین — ملتے ہین پھر اُسی عیار سے ہم
کر دیے زخم جگر مین کیونکر — پوچھین کیسے نگہِ یار سے ہم
پھونکے دیتی ہے جگر دل دونون — تنگ ہین آہِ شرربار سے ہم
رہگیا دل ہین ہمارے قاتل — کیون نہ خوش ہون تری سوفار سے ہم

نہین سنتا کبھی فریاد **آشفاق**
تنگ ہین چرخ ستمگار سے ہم

ردیف نون

بحرِ رمل مثمن مخبون مقطوع مسبغ — فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان

غیر کے ساتھ وہ جب سامنے آجاتے ہین — آگ سی میرے کلیجے مین لگا جاتے ہین
ان حسینون کے وہ ہوتے ہین نرالے انداز — دل مین بس جاتے ہین آنکھون مین سما جاتے ہین
یاد اُس ساقی مہوش کی دلاتے ہین مجھے — ابر کے ٹکڑے اگر چرخ پہ آ جاتے ہین
کیا سخی ہین ترے آزار محبت ولیے — جان و دل جو ترے کوچہ مین لٹا جاتے ہین
آتے ہین جب کبھی وہ میری عیادت کیلیے — رحم کرنے کے عوض دلکو دکھا جاتے ہین
دیر مین مانگتے ہین گاہ مرادِ شبِ وصل — سوی مسجد کبھی ہم بہرِ دعا جاتے ہین
جانتے ہین جو تری چشم کا کشتہ مجھکو — پھول نرگس کے لحد پر وہ چڑھا جاتے ہین

اور تو تذکرے کرتے ہین وہ ہم ہی لیکن	وعدۂ وصل کو باتون مین اُڑا جاتے ہین
بعد توبہ کے بہک جاتی ہے نیت ساقی	ابر اُٹھ اُٹھ کے جو گلزار پہ چھا جاتے ہین
دل سنبھالے رہین تاثیر سے ڈرنے والے	جانب عرش مرے تیرِ دعا جاتے ہین

رخ و گیسو کا جو اتفاق ہوا ہے سودا
کوچۂ یار مین ہم صبح و مسا جاتے ہین

بحر ہزج مثمن سالم	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان
قرار اس شوخ کو آتا نہین ہے ایک منزل مین	کبھی رہتا ہے آنکھون مین کبھی رہتا ہے وہ دل مین
نکل جائے جو ارمانِ شہادت ہی مرے دل مین	اسی امید پر بیٹھا ہوا ہون کوے قاتل مین
ہماری یاد او راس بانیِ بیداد کے دل مین	تعجب ہے کہ لیلی کے عوض مجنون ہے محمل مین
تصدق سو قراری جان اس اک بیقراری پر	جو تیرے تیر سے پیدا ہوئی ہو قلبِ بسمل مین
جنون مین قید سے چھوٹے تو عشقِ زلف باقی ہے	ہمارا پاؤن جکڑا رہگیا دیکھو سلاسل مین
تری تلوار کی کیسے بجھیگی پیاس او قاتل	کہان اب خون باقی ہے گلوے نیم بسمل مین
کسی کے ہاتھ مین جانے سے یہ حاصل ہوئی عزت	ترا دل اور ہو جلوہ کنان لیلیٰ ہو قیس محمل مین
وہ مشتاق شہادت ہون جھکادی شوق مین گردن	کھنچی دیکھی جو مین نے تیغ بُرّان دست قاتل مین
عروس مرگ کی تصویر آتی ہے نظر اسمین	نہین ہے تیغ اک آئینہ ہے یہ دستِ قاتل مین
حنا کا رنگ ایسا ہو نہین سکتا ہے او قاتل	رنگے ہین آج شائد ہاتھ تونے خون بسمل مین
جلایا کرتی ہے ہر وقت مجھکو آتشِ ہجران	ہوا ہے جب سے عشق اُسکا پڑی ہے جان مشکل مین
شبِ فرقت ہزارون بار مین پہلو بدلتا ہون	کمی ہوتی نہین افسوس کچھ بیتابیِ دل مین
الٰہی خیر پھر مجھکو پڑے ہین جان کے لالے	دلِ پر آرزو پھر لے چلا ہے کوی قاتل مین

پھنسایا اسطرح دریای غم مین میری قسمت نے / نہ پہونچی کشتیِ مقصد کبھی آغوشِ ساحل مین

خیال زلفِ جانان نے بلا کے پیچ ڈالے ہین / دلِ نادان کے ہاتھون پھنس گیا الجھن سلاسل مین

جدھر اُٹھی نگاہِ ناز لاکھون ہو گئے بیدل / دلون کی لوٹ ظالم ہو رہی ہے تیری محفل مین

سنا کرتے تھے مدت سے کہ تم رشکِ مسیحا ہو / تمھین دیکھا تو کیونکر درد پیدا ہو گیا دل مین

شبِ فرقت مین یہ اشفاق بیتابی کا عالم ہے
قرار آنے نہین پاتا ہمارے مضطرب دل مین

بحرِ ہزج مثمن مسبغ — مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان

کسیکے وصل کی کرتے رہے ہم جستجو برسون / پھرایا کی ہے مثلِ قیس دل کی آرزو برسون

دعائین مانگی ہین سجدے کیے ہین قبلہ رو برسون / رولایا کی ہے دوریِ بتِ بیدا دخو برسون

نہ پوچھو اُن سے چھٹ کر کیا ہماری دلکی حالت ہے / یہ وہ غم ہے جو عاشق کو رُلاتا ہے لہو برسون

نہ پایا کچھ پتہ جب سے پھنسا وہ دامِ گیسو مین / دلِ گم گشتہ کی کرتے رہے ہم جستجو برسون

جدا رہکر بھی ہم پایا کیے ہین وصل کی لذت / خیالِ یار سے ہوتی رہی ہے گفتگو برسون

کسی کی بیوفائی نے مٹایا اُسکو دم بھر مین / رہی دل مین ہمارے وصل کی جو آرزو برسون

یہ مجمع یاس و حسرت کا رہا کرتا ہے فرقت مین / نہین ملتا ہمارے دل مین نشانِ آرزو برسون

کیا ہے ناتوان افسوس یہ دردِ جدائی نے / نہین آتی ہے اپنی آہ بھی اب تا گلو برسون

لگایا اسطرح تیرِ نظر بیرحم نے دل پر / بجاے اشک آنکھونسے رہا جاری لہو برسون

رہیگا تا قیامت اب جنون یہ چاک دامن کا / کرو گر سوزنِ تدبیر بھی اسکو رفو برسون

نہ آیا رحم کچھ اُس بیوفا کو واہ ری قسمت / تڑپتا ہی رہا میرا دلِ پر آرزو برسون

گھڑی بھر کو جو آنکھون سے کبھی اوجھل نہ ہوتا تھا / نظر آتا نہین افسوس اب وہ خوبرو برسون

اُسے ہے قتل کا ارمان مجھے شوقِ شہادت ہے — جدا ہوں گے نہ او قاتل یہ اب تیغ و گلو برسوں

گذر افسوس اُسمین ہو گیا اب یاس و حرمان کا
رہا اشفاقؔ جس دل مین ہجومِ آرزو برسوں

بحرِ ہزج مثمن مسبغ — مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلان

کسی کے ہجر مین یہ ضعف ہے جینے کے لالے ہین — نہ وہ فریاد ہے میری نہ اب وہ میرے نالے ہین
نہین ہوتا جب اُنپر کچھ اثر جو ظلم والے ہین — بتا پھر اے دلِ بیتاب کیون نا ہر وقت نالے ہین
تمھارے تیرِ مژگان مین نیا اعجاز دیکھا ہے — جو گھٹ جائین تو نشتر ہین جو بڑھ جائین تو بھالے ہین
تمھین دیکھا ہے اور بیخود نہین ہوتے تعجب ہے — بڑے صابر ہین جو محشر مین اپنا دل سنبھالے ہین
ستایا دردنے پھر ہم کو پھر شامِ فراق آئی — ہمارے دل سے پھر صبر و تحمل جانیوالے ہین
کہان تک ضبطِ غم انجام کیا ہوگا خدا جانے — ہجومِ یاس مین اب تک تو ہم دلکو سنبھالے ہین
لگا نا تیر کا دُکھتے ہوئے دل پر بُرا ہوگا — ذرا تو رحم کر ظالم ابھی سب زخم آلے ہین
نہین ممکن رہائی ہو ہمارے قلبِ مضطر کو — ترے گیسو نے او ظالم بلا کے پیچ ڈالے ہین
بُرا ہو دو نون عالم مین ترا او جوشِ مایوسی — مرے ارمان کیسے ظلم سے تو نے نکالے ہین
ترے تیرِ ستم سے اپنی او قاتل یہ حالت ہے — جگر مین ہوگئے ناسور دل کے زخم آلے ہین
تمھارے ظلمِ بیحد سے نہین ہے ضبط کی طاقت — ہمارے نالۂ دل اب لبون تک آنیوالے ہین

نہ پوچھو حال کچھ اشفاقؔ اب سوزِ جدائی کا
لگی ہے آگ سینہ مین دل مضطر مین چھالے ہین

بحرِ مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور — مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات

ساقی یہ اختیار نہ دل اختیار مین — آئے گئے قرار کیا مجھے فصلِ بہار مین

کیا خاک دل لگے چمنِ روزگار مین
جوشِ جنون ہوا ہے مجھے فصلِ بہار مین

وعدہ خلاف یار کبھی آئیگا ضرور
کاٹینگے ساری عمر ہم اس انتظار مین

اُس بیوفا کے پاس نہ جاؤن تو کیا کرون
دل ہی نہین رہا ہے مرے اختیار مین

او وصلِ یار اب مری امداد فرض ہے
ارمان بھرے ہوئے ہین دلِ بیقرار مین

اُسکی تھی جان یادِ جمالِ حبیب مین
روشن چراغ نور ہے میری مزار مین

کس شوخ کا جمال پسند آگیا اسے
بجلی کی ہے تڑپ جو دلِ بیقرار مین

اُسکی نگاہ کا جو تصور ہے رات دن
کانٹا سا چبھ رہا ہے دلِ بیقرار مین

جب آگیا ہے یاد قدِ سرو سیمن کا لطف
پہونچا ہے دل تڑپکے مرا کوئے یار مین

سوزِ تپِ فراق کی اللہ ری شوخیان
شعلے بھڑک رہے ہین دلِ بیقرار مین

جوشِ غمِ فراق نے بیتاب کر دیا
دل ہے قرار مین نہ جگر انتشار مین

یاد آگئین کسی کی مژہ کی نگاوٹین
دامن اُلجھ گیا جو مرا نوکِ خار مین

احسانمند ہون مین ترا اے خیالِ یار
ہمدم تو ہی رہا ہے شبِ انتظار مین

جوشِ جنون مین حال یہ مجھ ناتوان کا ہے
اُلجھا ہوا ہے ہاتھ گریبان کے تار مین

اشفاق ظلم کرنے لگا وہ جفا شعار
جب کچھ کمی ہوئی ستمِ روزگار مین

بحرِ رمل مثمن مخبون مقصور
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات

تم کہو لاکھ مجھے طرزِ وفا یاد نہین
ہان لے اسکو وہ میرا دلِ ناشاد نہین

مین نہ بیچین ہون جس سے تری بیداد نہین
جو دکھائے نہ ترا دل مری فریاد نہین

وہ بشر کون ہے جو عشق مین ناشاد نہین
کونسا دل ہے وہ جس دل مین تری یاد نہین

افتادہ نیا ہیں اگر اور پریزاد نہیں
تمنا اشفاق کوئی عاشقِ ناشاد نہیں

وعدۂ وصل کیا ہم سے گئے غیر کے گھر
اُنکے نزدیک یہ اک کھیل ہے بیداد نہیں

شکوۂ جور جو کرتا ہوں تو فرماتے ہیں
قابلِ رحم تمھارا دلِ ناشاد نہیں

کون وہ ناز ہے آگاہ نہیں تو جس سے
کون وہ غم ہے جو دل میں مرے آباد نہیں

ناصحا اب تو بہار آئی ہے مے پیتے ہیں
توبہ کی ہوگی کبھی پر وہ ہمیں یاد نہیں

لیکے دل ہمکو دیے آپ نے داغِ ہجران
پھر یہ دعویٰ ہے کہ ہم موردِ بیداد نہیں

کہہ رہا ہے یہ مرا شوقِ شہادت مجھسے
آج یا میں نہیں یا خنجرِ جلاد نہیں

تیر سینہ سے مرے کھینچ نہ تو او قاتل
گھر جو آباد ہو کرتے اُسے برباد نہیں

کوئی عاشق نہ بچا ظلم سے اُنکے اشفاق
کون معشوق ہے جو بانیِ بیداد نہیں

ردیف واو

بحر مجتث مثمن مخبون محذوف — مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

جو کوئی عشق میں دل طالبِ وصال نہو
کبھی یہ ہجر کا صدمہ نہو ملال نہو

بہار آئی ہے اُس زلف کا خیال نہو
الٰہی خیر جنوں مجھکو اب کی سال نہو

قضا بھی نزع میں آتی نہیں خبر لینے
ترے مریض کا کیونکر خراب حال نہو

تمھارے چاہنے والوں میں ہوں وہ بدقسمت
تمام عمر جو مانگوں دعا وصال نہو

لیا ہے باتوں ہی باتوں میں دل ستمگر نے
میں ڈر رہا ہوں کہ اب جان کا سوال نہو

گیا ہے دل اسی محفل میں میرے پہلو سے
تمھاری چشمِ فسونگر کا یہ کمال نہو

وہ کون آنکھ ہے جو دید کی نہیں طالب
وہ کون دل ہے کہ جس میں ترا خیال نہو

نہ دن کو چین نہ آرام شب کو ملتا ہے — کسی کے ہجر مین مجھ سا کسی کا حال نہو
مقابلہ نہین اچھا کسی کے عارض کا — یہ بدر شرم سے گھٹکر کہین ہلال نہو
محال ہے کہ ملین رات دن زمانے مین — تمھارے رخ سے جو زلفون کا اتصال نہو
ہمارے خون نے دامن بچایا قاتل کا — غرض یہ تھی اُسے محشر مین انفعال نہو

دعا یہ رہتی ہے اشفاق رات دن میری
کسی کے ہجر مین کوئی خراب حال نہو

بحر ہزج مثمن سالم — مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

مثال مرغ بسمل مدام ہجر سے جو تڑپتا ہو — سحر تک دیکھیے انجام اُس بیتاب کا کیا ہو
مریض عشق ہو ان صحت مجھے کیونکر مسیحا ہو — علاج دل کرے گر تو جگر مین درد پیدا ہو
جفا جسکی عادت اور ستم اول سے جسکا شیوا ہو — شب وعدہ نہ آنے کا گلہ اُس شوخ سے کیا ہو
شب وعدہ ہجر کو بیٹھے کھو سکے اب تو پشیمان ہو — کہو کینے کو مین کہدون کہ ہان رشک مسیحا ہو
فقط کہنے کی باتین ہین کہ صحت ہو نہین سکتی — جو تم چاہو تو دم ہجر مین دل بیمار اچھا ہو
نکلتا ہے دم ہو ان ہر آہ سے سوز جدائی مین — تعجب کچھ نہین ہے دل اگر سینہ مین جلتا ہو
رہین الجھی نگاہین ک ہم سے خاکسارونکی — زمین پر جس جگہ اُس شوخ کا نقش کف پا ہو
ہمارا قتل آسان ہو نہین سکتا سر محفل — ترے ابرو کا او قاتل نہ جب تک کچھ اشارا ہو
عبث اے دل ہے تیری سینہ کاوی روز ہجران مین — اثر جب ہو کہ وہ ظالم تری فریاد سنتا ہو
شب فرقت مین ابر و برق کا اُس سے کوئی پوچھے — کہ جسکی چشم گریان ہر گھڑی ہو دل تڑپتا ہو
لگاتا ہے نیا تیر ستم ہر وقت وہ ظالم — بتا او چارہ گر کیونکر جگر کا زخم اچھا ہو
سراپا فتنہ محشر بنایا ہے تمھین حق نے — چلو جب دو قدم تم ناز سے اک حشر برپا ہو

تمنا ہے بسر ہو زندگی عشق محمد مین
وہ ہون پیش نظر آشفاق جیدم دم نکلتا ہو

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن
خانۂ دل مین ہجوم غم و ارمان کیون ہو	تم جو خوش ہو تو مرے رنج کا سامان کیون ہو
نا خوشی کا کوئی باعث تو بتا دو للہ	لیکے دل تو مری جان کی خواہان کیون ہو
جب مین بیمار محبت ہون ترا او ظالم	پھر مسیحا سے مرے درد کا درمان کیون ہو
گر اشارہ ہوا ابرو کا ترے او قاتل	پھر یہ بے جرم مرے قتل کا سامان کیون ہو
جان جو دونگا تڑپ کر شب غم مین قاتل	میرے سر پر تری تلوار کا احسان کیون ہو
اپنے گیسو مین پھنسا کر دل نادان میرا	پوچھتے ہین وہ بتاؤ تو پریشان کیون ہو
عشق گر ہو نہ مجھے گیسوے جانان تیرا	بے سبب وحشت دل کا مرے سامان کیون ہو
جب نہ پہلو مین ہو وہ رشک مسیحا ناصح	ہجر مین چین مجھے پھر کسی عنوان کیون ہو
شوق لے جائے نہ گر سامنے اونکے مجھکو	پار اونکی نگہ ناز کا پیکان کیون ہو
ہجر مین وصل کی امید کرون اے توبہ	جو نہ پورا ہو کبھی وہ مجھے ارمان کیون ہو

یاد گر ہو نہ کسی پردہ نشین کی آشفاق
عشق کا راز مرے سینہ مین پنہان کیون ہو

بحر ہزج مثمن سالم	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
جو تو ہو مہربان ظالم تو وہ نا مہربان کیون ہو	ہماری جان پر ہر روز جور آسمان کیون ہو
خطا کیا ہے عدو کے حال پر یون مہربان کیون ہو	ہماری جان کے دشمن تمہاری جان جہان کیون ہو
توہی کافی ہے ای بیدرد انکا دل دکھانے کو	گنہگاران الفت پر جفای آسمان کیون ہو

عبث الزام دیتے ہو مجھے افشاے الفت کا
اگر جو ہر وفا کا اُسمین پیدا ہو تو کیا کہنا
اشارہ گر نہو اسمین عدو کا کچھ تو بے مطلب
جو وہ رشک مسیحا مہربان ہو حال پر میرے
لگا کر تیغ ہجران گر نمک چھڑکے نہ تو قاتل
تصور گر نہو اُس حسن عالم سوز کا دل کو
گلہ اُس شوخ سے ہم کیا کرین درد جدائی کا

اگر ہو دل کو تاب ضبط تو لب پر فغان کیون ہو
جفا کی تیغ سے عالم مین کوئی نیم جان کیون ہو
نگہبان آپ کا ہر دم ہمارا پاسبان کیون ہو
دل ناشاد مین ہر روز درد جانفشان کیون ہو
دہان زخم سے پیدا صداے الامان کیون ہو
ہمارا نالہ پر درد پھر آتش فشان کیون ہو
اگر تقدیر ہو اچھی تو دو نا مہربان کیون ہو

نہو ہمکو اگر اندیشہ بے مہری قاتل
ہماری آنکھ اے اشفاق ہر دم خونفشان کیون ہو

ردیف [illegible] ہاے ہوز

بحر رمل مثمن مخبون مقصور

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات

دل ہی بے مہر ہوا اُس ستم ایجاد کے ساتھ
مونس بادیہ پیمائی نہین کوئی بھی
لیکے دل کرتے ہو برباد جفا سے احسان
پھر گیا وہ بھی ترے پھرتے ہی مجھسے ظالم
آگ وہ تو نے لگا رکھی ہے او سوز فراق
بعد مدت کے اثر کچھ جو ہوا ہے اُن پر
خوگر جور و جفا دل نے کیا ہے ایسا
مجھکو تکلیف و مصیبت سے رہائی ملجائے

منہ کو آتا ہے کلیجا مرا فریاد کے ساتھ
اک فقط جوشش جنون ہے دل ناشاد کے ساتھ
دشمنی کیون ہے تمھین عاشق ناشاد کے ساتھ
جور ہوتے ہین فلک سے تری بیداد کے ساتھ
جل گیا میرا جگر بھی دل ناشاد کے ساتھ
گھر سے باہر نکل آئے تری فریاد کے ساتھ
ہوگیا اُنس مجھے لذت بیداد کے ساتھ
دم نکل جائے جو ظالم تری بیداد کے ساتھ

تجھکو نفرت جو ہوئی رشک مسیحا اُس سے
درد کو ہو گئی الفت دل ناشاد کے ساتھ

دل جگر کی تو مری جان حقیقت کیا ہے
جان حاضر ہے ابھی آپ کی ارشاد کے ساتھ

ہجر شیرین مین کہان اور رفیق و ہمدم
ایک تیشہ ہی فقط ہے دم فرہاد کے ساتھ

مرحبا طرز کشش ہے تری ہاتھون کے نثار
کھنچ گیا دل بھی مرا ناوک بیداد کے ساتھ

ضعف ہجر اُسکی جدائی مین اب ایسا آشفتہ
جان آتی ہے لبون پر مری فریاد کے ساتھ

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

یہ غرور حسن ہے دیکھے نہ دلبر آئینہ
سامنے لاکر اگر رکھے سکندر آئینہ

دیکھتا ہے رات دن وہ ماہ پیکر آئینہ
حسن کے پرتو سے ہر دم ہے منور آئینہ

دیکھنے دو ہمکو بھی للہ تم اپنا جمال
سامنے سے اب ہٹا دو بندہ پرور آئینہ

شوق آرائش کا ایسا ہے کہ دیکھا ہی نہین
ہاتھ سے اپنے نہین رکھتے وہ دم بھر آئینہ

رشک کیا آیا تجھے تیرے مقابل دیکھکر
توڑ ڈالا تونے کیون اے ماہ پیکر آئینہ

رات بھر تڑپا کرین ہم اشتیاق دید مین
حسن دیکھے آپکا افسوس دن بھر آئینہ

شکل آتی ہے نظر اسمین عروس مرگ کی
بنگیا مقتل مین قاتل تیرا خنجر آئینہ

جب کبھی مشق تصور سے لیا فرقت مین کام
ہو گیا دلبر مرے حال ستمگر آئینہ

حسن اپنا دیکھکر مغرور ہوتے ہین حسین
حیف کیون تونے بنایا او سکندر آئینہ

رند اُسکو دیکھ کر جو محو بیخود ہو گئے
بنگیا اُنکے لیے کیا ہی کا ساغر آئینہ

تیز نظرون سے اُسے تو دیکھتا ہے بار بار
ٹکڑے ٹکڑے کیون نہ ہو جائے ستمگر آئینہ

میری دل کی کیا حقیقت ہے کہا و ناوک فگن
تیز نظرون نے تری توڑا ہے اکثر آئینہ

ہوگئی ہے خود محبت اپنی صورت سے انھین
اسلیے پیشِ نظر رہتا ہے اکثر آئینہ

عکسِ گیسو دیکھکر سمجھا وہ بت مارِ سیہ
کمسنی یہ تھی کہ پھینکا اُسنے ڈرکر آئینہ

دیکھنے والے جو اُسکے محوِ حیرت ہوگئے
ہے صفائی حسن سے رخسارِ دلبر آئینہ

دلفریبی اُسمین اے اشفاق ایسی ہے کہان
صورت و سیرت مین کب ہے اُس سے بہتر آئینہ

ردیف یاے تحتانی

بحر ہزج مثمن سالم — مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

تڑپکر ہجر مین جب نالۂ شبگیر کھینچین گے
تجھے آغوش مین ہم او بتِ بے پیر کھینچینگے

نہ پوچھو سینہ سے کیا عاشقِ دلگیر کھینچینگے
نگاہِ ناز کے مارے ہوئے ہین تیر کھینچینگے

یہ سمجھین گے کہ سب ارمان پوری ہوگئے دل کے
ہمارے قتل پر وہ جسگھڑی شمشیر کھینچینگے

نہ تو آتا ہے بالین پر نہ آتی ہے قضا اُنکو
اذیت نزع کی کبتک ترے دلگیر کھینچینگے

فلک سے بھی کچھ اونچے ہو رہے ہین نالہائے دل
الٰہی خیر کیا یہ عرش کی زنجیر کھینچینگے

ترے بیمارون کو طاقت نہین ہے بات کرنیکی
وہ کیونکر ہجر مین اب نالۂ شبگیر کھینچینگے

عدو موقع ہی پائینگے نہ اُن سے بات کرنے کا
مرے جملے وہ طول ایدل دمِ تقریر کھینچینگے

سمجھ لے خوب او ظالم فلک بھی کانپ اُٹھیگا
ترے عشاق جسدم آہِ پُر تاثیر کھینچینگے

وہ وحشی ہون ٹھہرتا ہی نہین اک جا قدم میرا
مصور دہر مین کیونکر مری تصویر کھینچینگے

ہم اے اشفاق خود ہی شوق سے گردن جھکا دین گے
سرِ مقتل اگر وہ قتل پر شمشیر کھینچینگے

بحر ہزج مثمن سالم	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
محبت ہوگئی ہے مجھکو اک زہرہ شمائل سے	گنا کرتا ہون تارے رات بھر بیتابیِ دل سے
خیالِ ابروے پرخم کبھی جاتا نہین دل سے	محبت مجھکو رہتی ہے سدا شمشیر قاتل سے
تری بے اعتنائی نے اثر دکھلا دیا قاتل	رکھائی تیغ بھی کرتی ہے حلقِ نیم بسمل سے
جو واقف ہی نہین اس درد سے وہ اسکو کیا جانے	خلش تیرِ نگہ کی کوئی پوچھے قلبِ بسمل سے
یہ ضبطِ درد ہے قاتل نمکدان ہوگئے خالی	نہ نکلی آہ بھی اک دن دہانِ زخمِ بسمل سے
تپِ فرقت کی حدت کا اثر ہے ای جگر یہ بھی	نکلتی ہے جو آہ پُر شرر ہر دم مرے دل سے
نہ سرپے قتل کا الزام آجائے کہین اُسپر	کوئی دھبہ چھڑا دی خون کا دامانِ قاتل سے
مزا ملتا ہے تڑپانے مین کیا تجھکو بتا قاتل	جدا کرتا ہے کیون خنجر گلوے نیم بسمل سے
فنا کے بعد بھی باقی ہے دیکھو عشق لیلے کا	غبارِ قیس اُٹھ اُٹھ کر لپٹ جاتا ہے محمل سے
ازل سے پابندِ حلقہ گیسوے پیچان ہون	جنون نے سلسلہ میرا ملایا ہے سلاسل سے
دعائین کیون نہ دین تجھکو کہ اس فصلِ بہاری مین	چلے ہین مست ہوکر ساقیا ہم تیری محفل سے
خیالِ زلفِ جانان مین رہائی ای جنون کیا ہو	بہت مضبوط رشتہ ہوگیا ابتو سلاسل سے
سمجھتا ہی نہین ای قیس کچھ تو اپنی وحشت مین	ترا دل خود ہی محمل ہے تجھے کیا کام محمل سے
گیا گر دل مرے پہلو سے کچھ اسکی نہین پروا	بہت ارمان لیے جاتا ہون ظالم تیری محفل سے
نشانی اپنی رہنے دے یہی میری تسلی کو	لگا کر تیر قاتل کھینچتا ہے کیون مرے دل سے

کسی کے ہجر مین آشفاق ایسی ناتوانی ہے

لبون تک آہ بھی آتی ہے اب دقت سے مشکل سے

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف — مفعول فاعلات مفاعیل فاع لن

جب سے تری نگاہ کی شوخی نظر میں ہے
برچھی سی اک چبھی ہوئی میرے جگر میں ہے

دل میں ہے وہ کبھی کبھی میرے جگر میں ہے
شوخی غضب کی آپکی تیری نظر میں ہے

نا آشنا ہین اُس سے ہمارے دل و جگر
جس درد کا خیال دلِ چارہ گر مین ہے

کسنے کیا ہے ظلم و ستم انکی جان پہ
کیون شور بیدلون کا تری رہگذر مین ہے

تیرِ نگاہِ ناز کی اللہ ری شوخیان
دل مین ابھی چبھا تھا ابھی وہ جگر مین ہے

دل کو قرار ہی نہین آتا کسی طرح
اک شوخ فتنہ گر جو ہماری نظر مین ہے

تقدیر دیکھین ہمکو دکھاتی ہے کیا وہان
جانے کا شوق کوچۂ بیدادگر مین ہے

سوزِ تپِ فراق کی شدت نہ پوچھیے
اک آگ سی لگی ہوئی قلب و جگر مین ہے

شوخی مژہ کی ہے نگہ کی ہے بیرخی
ہر دم خلش جو درد کی میری جگر مین ہے

گردن پہ آج کسکی چلے گا بتائیے
یہ تیغ جو آپکی نازک کمر مین ہے

جل بھن کے ہوگیا مرے سینہ مین دل کباب
اے سوزشِ فراق یہ حدت جگر مین ہے

ظرفیتِ زمان و مکان کا پتہ نہین
نقصان یہ ضرور ادھر اور اُدھر مین ہے

مجھکو جنون مین بھی نہ گیا زلف کا خیال
مدت ہوئی ہے جب سے یہی دردِ سر مین ہے

ہے عاشقانِ گیسو و رخسار پر عیان
جو لطف تیرے وعدۂ شام و سحر مین ہے

کیون جوشِ بیخودی نہ مجھے ہر گھڑی رہے
ساقی کی چشمِ مست کا عالم نظر مین ہے

خنجر کا بار بھی نہین اُٹھتا کسی طرح
اللہ کس غضب کی نزاکت کمر مین ہے

ہے آفتابِ حسن کی تیزی شباب مین
بس لطف عمر بھر کا اسی دوپہر مین ہے

ہو خوش نہ جان آگئی اب تو فراق مین
اشفاق پھر بھی دیر ظہورِ سحر مین ہے

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف	مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
یہ حال ہو گیا ہے تپ ہجر یار سے	شعلے نکل رہے ہین دل بیقرار سے
فرقت جو ہو گئی ہے کسی گلعذار سے	پڑتے ہین تیر بارش ابر بہار سے
گو انتظار خط مین مجھے موت آ گئی	قاصد مرا پھرا نہ مگر کوے یار سے
اُس شوخ کے نہ ظلم سہون مین تو کیا کرون	مجبور ہو گیا ہون دل بیقرار سے
جان اور زلف یار کا سودا سوا ہوا	آرام کب ملا مجھے فصل بہار سے
مٹنے کے بعد بھی نہین صورت قرار کی	ہر دم بگولے اُٹھتے ہین میری غبار سے
تڑپا کے اضطراب نے پہونچا دیا یہان	اے ضعف اب قدم نہ اُٹھین کوے یار سے
ہم سے تپ فراق یہ تو نے کیا سلوک	جلنے لگا جگر نفس شعلہ بار سے
بعد فنا بھی ضعف معاون ہے اے صبا	کیونکر ہماری خاک اُڑے کوے یار سے
کیا ہوتی ہے خلش ترے تیر نگاہ کی	پوچھین گے ہم ضرور کسی دلفگار سے

اشفاق اور آتش ہجران بھڑک اٹھی
پایا یہ لطف بارش ابر بہار سے

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن
بحث مین آج جو عاجز ہوئے رخسارون سے	پھول شرما کے گرے بھاگ ہین سب ہارون سے
کہتے ہین تھک کے مسیحا تری بیمارون سے	غیر ممکن ہے شفا ہو تمہین آزارون سے
تیغ ابرو بھی غضب تیر نگہ بھی ظالم	کس طرح جان بچے ایسے ستمگارون سے
دختر رز سے جو الفت نہین تجھکو واعظ	پھر عداوت ہے تجھے کسلیے میخوارون سے
اب رکھائی نکر اے رشک مسیحا اُن سے	بیرخی عیب ہے مرتے ہوئے بیمارون سے

جانچ لی قیمت یوسف جو زلیخا تو نے
بڑھ گئی قدر تری سارے خریداروں سے

عشق شیرین مین یہ فرہاد نے پائی لذت
پھوڑتا سر کو پھرا دشت مین کہساروں سے

شوق اس درجہ ہوا ہے اُنھین خود بینی کا
آئینے روزنے آتے ہین بازاروں سے

ماہ و کوکب ہے مقابل تری پیشانی کا
گل کو نسبت جو نہین ہے ترے رخساروں سے

کھینچ انکو نہ مرے سینہ سے قاتل للہ
دل کو الفت ہے ترے تیر کے سوفاروں سے

نقد دل لیکے تم اب آنکھ ملاتے بھی نہین
ایسے بیزار ہوے اپنے خریداروں سے

حلقۂ دام بلا شیخ طریقت بن کر
لینگے بیعت تری زلفون کے گرفتاروں سے

حسن آفت کا قیامت کی ہو شوخی جن مین
دل بچائے کوئی کیا ایسے طرحداروں سے

آگئے مجرم ترے عفو کی ہمت دیکھین
منہ سر حشر چھپایا نہ گنہگاروں سے

دل دکھانا ہی سدا کام ہو جنکا اشفاق
خاک امید ہے پھر ایسے جفاکاروں سے

بحر ہزج مثمن سالم
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

نہ پوچھو خانۂ دل مین ہماری کون مہمان ہے
وہی اک درد ہے جو بد تو اپنے دشمن جان ہے

دل ناشاد کو جب سے خیال زلف پیچان ہے
ہمارے سر پہ احسان جنون فتنہ سامان ہے

مرے دل مین ہے یہ کسکی کھٹک ہر وقت او ظالم
ترا تیر نظر ہے یا تری مژگان کا پیکان ہے

ہجوم یاس و حرمان نے نکالا اُنکو دم بھر مین
دل مایوس مین میرے کہان اب کوئی ارمان ہے

مسیحا سے بھی کچھ اُس کا مداوا ہو نہین سکتا
دل بیتاب مین او چارہ گر جو درد پنہان ہے

تماشا دیکھ او ظالم کہ تیری تیر کا پیکان
جو دل مین رہ گیا تھا ٹوٹ کر اب دل کا ارمان ہے

چھڑایا قتل کر کے اُسنے آلام جدائی سے
مرے سر پر تری تلوار کا قاتل یہ احسان ہے

ترا انداز ہو یا ناز ہو دونون قیامت ہین
کوئی ہے جان کا دشمن تو کوئی دل کا خواہان ہے

پلادی ہم سے رندون کو مئے گلرنگ او ساقی
بہار آئی ہوئی ہے ابر ہے بارش کا سامان ہے

ہوا ہی بعد مردن اور بھی رنج و قلق ہم کو
ہمارے خون ناحق سے جو وہ قاتل پشیمان ہے

یہ ہے ناکامی قسمت کہ وقت قتل بھی مجھسے
نہ پوچھا میرے قاتل نے کہ دل مین کون ارمان ہے

لگاتا ہے جو ہلکا ہاتھ تو تلوار کا مجھہ پر
نزاکت پر تری قائل مرا ہر زخم خندان ہے

کہان اب ضبط کی طاقت کہ روکین آہ و نالہ کو
مگر اے درد الفت جان دینی بس یہ آسان ہے

تمھاری چشم و گیسو نے اثر ڈالا ہے دونون پر
جگر ہے مضطرب ہر دم تو میرا دل پریشان ہے

یہ اپنی خوبی قسمت ہی کس سے ہو گلہ اس کا
دیا تھا ہم نے دل جسکو وہی اب دشمن جان ہے

مجھے مجروح کرکے کی نمک پاشی یہ قاتل نے
کہ اب ہر زخم دل آشفاق گویا اک نمکدان ہے

بحر رمل مسدس محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ابروے قاتل پہ دل قربان ہے
قتل ہونے کا مجھے ارمان ہے

رات دن اُس بیوفا کا دہیان ہے
سخت مشکل مین ہماری جان ہے

تیری صورت دیکھکر اور رشک حور
کیا بتاؤن دل کو جو ارمان ہے

دل تو پہلے ہی کیا ہم نے نثار
جان بھی اب آپ پر قربان ہے

کیا کرشمہ حسن کے جلوے مین ہے
جس نے دیکھا تمکو وہ حیران ہے

دل دکھانا دل جلانا ہر گھڑی
ظالمون کی بس یہی پہچان ہے

اپنی محفل سے نکالا غیر کو
آپکا مجھپر بڑا احسان ہے

ہر گھڑی ہے یاس و حسرت کا ہجوم
اب کہان دل مین کوئی ارمان ہے

ہمتو جب جانئین کہ ایفا ہو کبھی — وعدہ کر لینا بہت آسان ہے

مشکلون سے ہجر کی اے دل مجھے — جان دیدینا بہت آسان ہے

ہائے دل سے دور ہوتا ہی نہین — تیر کیا ہے مبتلا کی جان ہے

بے سبب اشفاق یہ زاری نہین
دل کسی پر آپ کا قربان ہے

بحر ہزج مثمن سالم	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
تپش ہے درد ہی سوز جدائی ہی مصیبت ہی	بیان جس کا ہی ناممکن وہ میری دل کی حالت ہے
کسی سے کیا کرون شکوہ یہ اپنی اپنی قسمت ہی	عدو کے دل کو راحت ہو مری دل کو مصیبت ہے
خوشی ہوتی ہے جس کو وہ ہے تیرے وصل کا ارمان	لرز جاتا ہی جس سے دل وہ ظالم تیری فرقت ہے
ہوا ہی جب سے وہ تیر نگاہ ناز سے زخمی	بتاؤن کیا تجھے او چارہ گر جو دل کی حالت ہے
نہین چلتا کسی دن تیر خنجر میری گردن پہ	بہت مدت ہی او قاتل مجھے شوق شہادت ہے
جفاؤن سے تری او بیوفا کچھ بھی نہ فرق آیا	وہی دل کی تمنا ہے وہی تیری محبت ہے
نئے انداز کیونکر ہون نہ تیری ظلم کے ظالم	زمانے کے حسینون سے نرالی تیری صورت ہے
کسی دم ہاتھ سے اپنے وہ کیونکر آئنہ رکھین	انھین خود پیار آجاتا ہی ایسی انکی صورت ہے
چھٹا شام جدائی سے تو صبح حشر آپہونچی	مری تقدیر مین ہر دم مصیبت ہی مصیبت ہے
جو بیٹھے پاس آکر دل مین میری چٹکیان لین	بلا کی تم مین شوخی ہے قیامت کی شرارت ہے
ترا نقصان ہی اسمین بتا کیا ناصح نادان	اگر مین اُسپہ مرتا ہون تو یہ میری طبیعت ہے
تمھارا نام کب مینے لیا ہے کیون بگڑتے ہو	فلک کے ظلم کی بیشک مرے لب پہ شکایت ہے
تڑپتے لوٹتے رہتے ہین ہر لحظہ جدائی مین	ہماری حال پر اشفاق یہ انکی عنایت ہے

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن	بحر رمل مثمن مخبون مقطوع
عشق ساقی سے ہے دور اگر انس ہے پیمانوں سے	ہم اٹھائیں گے نہ بستر کبھی میخانوں سے
چھوٹتے رند چلے آتے ہیں میخانوں سے	حق ہی نہ جانے کہیں واعظ سے مرا راہ حرم
بھر گئے کان ترے ظلم کے افسانوں سے	ہے زبان پر سر محشر یہ شکایت قاتل
بچ کے چلتی ہے صبا بھی ترے دیوانوں سے	عشق گیسو میں ہے یہ جوش جنون کی بہت
یاس روتی ہے لپٹ کر مرے ارمانوں سے	ہجر میں اسکے نکلنا نہیں ممکن ان کا
قید خانے ہوئے آباد ترے دیوانوں سے	سچ بتا کس کے کرشمے ہیں یہ اے زلف رسا
ربط کفار بڑھاتے ہیں مسلمانوں سے	زلفیں رخسار پہ آتی ہیں خدا خیر کرے
عشق میں خانۂ دل تنگ ہے مہمانوں سے	یاس و حسرت کا ترے ہجر میں رہتا ہے ہجوم
کچھ صدا رونے کی آتی ہے بیابانوں سے	آج دیوانوں میں ہے قیس کا ماتم شاید
حال پوچھے یہ کوئی چاک گریبانوں سے	شوق کیوں جامہ دری کا انھیں رہتا ہے سدا
زندگی کا ہے مزا بس انھیں مہمانوں سے	خانۂ دل میں رہا کرتے ہیں ارمان لاکھوں
آج پیہم یہ صدا آتی ہے میخانوں سے	ہیں کدھر رند بلانوش بہار آئی ہے
سیر ہوتا ہی نہیں دل مرا پیمانوں سے	ساقیا تو خم مے منہ سے لگا دے لاکر

کیا تعجب ہے جو اشفاق کی بر آئے مراد
ساز رکھتے ہیں اگر اسکے نگہبانوں سے

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن	بحر مجتث مثمن مخبون محذوف
کھڑے ہیں دیر سے ہم عرض مدعا کے لیے	بتو اٹھاؤ نظر اب ذرا خدا کے لیے
حضور ہاتھ اٹھا دیں مگر دعا کے لیے	وہ ہو قضا کے لیے یا مری شفا کے لیے

مریضِ عشق ہون صحت نہین مقدر مین
مسیح بھی اگر آئین مری دوا کے لیے

مرا وہ درد ہے بڑھتا ہے جو علاج کیساتھ
نہ آئین پاس مری چارہ گر دوا کے لیے

نظر سے قہر کی اُٹھا ہے درد سینہ مین
نگاہِ لطف مجھے چاہیے دوا کے لیے

یہ میرے درد نے چمکائی ہے مری تقدیر
اُٹھائے ہاتھ کسی شوخ نے دعا کے لیے

جو حکم ہو دلِ بیتاب کی کہون حالت
تڑپ رہی ہے زبان عرضِ مدعا کے لیے

تمام عمر نکالی نہ تمنے حسرتِ دید
سرِ مزار ہی آؤ ذرا خدا کے لیے

کسیکی زلف کی الفت ہے جان کی طالب
کرون مین کون سی تدبیر اس بلا کے لیے

نگاہِ لطف تو رہتی ہے غیر پر قاتل
مرا گلا ہے فقط خنجرِ جفا کے لیے

نگاہِ یاس سے دیکھا ہے مینے سوے فلک
زبان جب نہ کھلی ضعف سے دعا کے لیے

بتو پسند نہیے دردِ عشق ایسا ہے
کبھی خدا سے نہ مانگی دعا شفا کے لیے

ادھر ہے ظلم ترا اور ادھر ہے جورِ فلک
یہ سارے رنج ہین اک جانِ مبتلا کے لیے

پھنسے ہوئے ہین ہزارون تمھاری گیسو مین
کہان دلون کی کمی تم سے دلربا کے لیے

عدو سے مشورے ہوتے ہین روز خلوت مین
ہماری بات بھی سن لو کبھی خدا کے لیے

عدو سے ملکے جلاتا ہے جو تمھین آشفاق
تڑپ رہے ہو عبث ایسے بیوفا کے لیے

بحرِ رمل مثمن مخبون مقطوع — فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

نظر آئے گی جھلک جب ترے رخسارون کی
آنکھین جھک جائین گی یوسف کے خریدارون کی

یہ دعا ہجر مین ہے تیرے طلبگارون کی
ہو کبھی دل کو محبت نہ ستمگارون کی

کشمکش نزع کی اور جانب در ہین آنکھین
دیکھی جاتی نہین حالت تری بیمارون کی

پا کے دو پھول نہ رخسار کے اترائین حضور
آبرو آکے خزان کھوتی ہی گلزارون کی

ہاتھ جل جائین یہ حدت ہی شبِ فرقت مین
نبض دیکھی جو مسیحا ترے بیمارون کی

ابروون مین ہی تری کاٹ بلا کا قاتل
دھوم عالم مین مچی ہی انھین تلوارون کی

جھوم کر ابرِ سیہ چرخ پہ آیا زاہد
دیکھ مقبول دعا ہو گئی میخوارون کی

جنکے ہم تابعِ فرمان ہین یہ سن لے واعظ
کوئی پرسش ہی نہین اُنکے گنہگارون کی

خون عشاق پلاتے ہین مگر او قاتل
پیاس بجھتے نہین دیکھی تری تلوارون کی

ہوتی جاتی ہے ترے حسن کی شہرت ہر سو
بڑھتی جاتی ہے جو تعداد خریدارون کی

نزع مین موت نہ آنیکی قسم کھا بیٹھی
جان آفت مین پڑی ہی تری بیمارون کی

آتشِ ہجر کی شدت کا بتاؤن کیا حال
دل مین حدت ہی دہکتے ہوئے انگارون کی

ایسی تاریک ہماری شبِ غم ہے اشفاق
آنکھ کھلتی ہی نہین چرخ پہ سیارون کی

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف
مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

دل پر ہی کبھی اور کبھی سوے جگر ہے
آفت سرِ محفل تری دزدیدہ نظر ہے

دل مین ہے کبھی درد کبھی دردِ جگر ہے
فرقت کا تری رشکِ مسیحا یہ اثر ہے

اب دل مین غمِ ہجر کہان نام لہو کا
جو آنکھ سے آتا ہے مری خونِ جگر ہے

جلوہ ہی مرے گھر مین یہ اُس رشکِ قمر کا
یا میری دعاے شبِ فرقت کا اثر ہے

حاضر ہے پئے نذر مرا دل بھی جگر بھی
بتلاؤ تو کیا چیز تمھین مدِ نظر ہے

اللہ ری او تیرِ نظر تیری شرارت
آرام سے سینہ مین نہ دل ہی نہ جگر ہے

گر بال سے باریک بھی ہوتی نظر آتی
یہ وہم کی باتین ہین کہان اُسکی کمر ہے

زمم بھر میں وہ دل لے گئی پہلو سے ہمارے
او شوخ غضب کی تری دزدیدہ نظر ہے

سنتے ہیں کہ وہ چین سے سونے نہیں پاتے
ہاں کچھ تو ضرور آہ رسا تجھ میں اثر ہے

جس کی طرف اُٹھ جاتی ہے چبھ جاتی ہے دل میں
تیری نگہ ناز میں برچھی کا اثر ہے

چلتا ہے جو گردن پہ جو چبھ جاتا ہے دل میں
یہ خنجر ابرو وہ ترا تیر نظر ہے

وہ محو ہیں باتوں میں رقیبوں کی سر بزم
میرے دل بیتاب کی کب اُنکو خبر ہے

آتا نہیں **آشفاق** وہ ظالم شب وعدہ
اب دل کا ستانا جو اُسے مد نظر ہے

بحر رمل مثمن محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

قتلگہ سے جب بچالائی گرانجانی مجھے
تیغ قاتل سے ہوئی کیسی پشیمانی مجھے

اُف وہ کہتے ہیں دکھاؤ درد پنہانی مجھے
کشمکش میں ڈالتی ہے اُنکی ہاں نانی مجھے

لخت دل خون جگر کرتا نہ حاضر کس طرح
اے غم جانان تری لازم تھی مہمانی مجھے

وہ بھی ہوں گے جنکو عشق وصل ہے ہر دم نصیب
عمر بھر کرنا پڑی فرقت کی مہمانی مجھے

رات کو اُلجھن ہوئی اور دن کو سودا ہو گیا
عشق گیسو میں رہی ہر دم پریشانی مجھے

غیر کے مرنے کا تھا صد حیف تجھکو بھی الم
زلف جانان یاد ہے تیری پریشانی مجھے

قتلگہ میں لائی ہے شرمندہ کرنے کے لیے
نازکی اُنکی اُنھیں میری گرانجانی مجھے

بے سبب زاہد نہیں رندوں میں آکر بیٹھنا
ہو گئی معلوم تیری پاک دامانی مجھے

اب گریبان سے ہی مطلب اور نہ دامن سے غرض
جوش وحشت میں پسند آئی ہے عریانی مجھے

دیکھکر مضطر مجھے بالیں سے وہ کمسن اُٹھا
کر دیا بیتاب کیوں او درد پنہانی مجھے

پاسبان کی پھر خوشامد سے نہ رہتا واسطہ
کاش ملجاتی کسیکے گھر کی دربانی مجھے

خانۂ دل مین نہ رکھا یاس نے ارمان کوئی
رکھتی ہے بےچین دل کی خانہ ویرانی مجھے

دختِ رز کو فصلِ گل مین چھوڑ دون ممکن نہین
کیا سکھاتا ہے تو زاہد پاکدامانی مجھے

جان باقی ہجر مین ہے حسرتِ دیدار سے
اُس کے آگے کس طرح ہوگی گرانجانی مجھے

ساتھ میرا گر نہ چھوڑا تو نے اے ضبطِ فغان
پھونک دیگا ایک دن یہ سوزِ پنہانی مجھے

جب نگاہِ لطف ہوتی ہے ستمگر کی کبھی
کارِ مشکل مین نظر آتی ہے آسانی مجھے

کھینچکر پیکان جگر سے ہنس کے کہتا تھا ستم
ہوگیا معلوم تیرا رازِ پنہانی مجھے

ہوگیا **اشفاق** وہ ترکِ وفا پہ منفعل
کیون نہو ذکرِ جفا سے خود پشیمانی مجھے

بحر رمل مثمن مخبون مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

یاد ہر وقت جو وہ زلفِ پریشان آگئے
چین کس طرح مجھے اے شبِ ہجران آگئے

کبھی روئے جو اگر دیدۂ گریان آگئے
پانی پانی ہو زمین موج کا طوفان آگئے

بعد میرے جو سرِ گورِ غریبان آگئے
اب بھی آئے تو بہت جلد پشیمان آگئے

تمھارے قتل کو ابرو کا اشارہ کافی
کھینچکر آپ عبث خنجرِ بُران آگئے

دل کے زخمون کا پتہ ملگیا قاتل سبکو
اشکِ خونی جو مری تا بہ گریبان آگئے

دستِ وحشت کہین بیکار رہے گا میرا
ختم دامن ہو تو پھر تا بہ گریبان آگئے

ہوگئے مجروح مجھے شوق ہوا ایذا کا
کہہ دو قاتل سے کہ اب لیکے نمکدان آگئے

پیشوائی کو بڑھے سیکڑون خارِ صحرا
جوشِ وحشت مین جو ہم سوے بیابان آگئے

کوچۂ زلف مین جانے کا بلا ہے بدلا
لیجیے حضرتِ دل سر پہ [illegible] آگئے

معجزہ سبکو دکھاتا ہے اگر تو نظر
موت سے پہلے نہ وہ عیسیٰ [illegible] آگئے

اثر آمیز اسیرون نے کیے جب نالے
خاک پر ٹوٹ کے قفل درِ زندان آئے

اک نہ آنے نے تمھارے یہ ستم ڈھائے ہین
یاس و غم رنج و الم سب شبِ ہجران آئے

تنگ آکر یہ ترے ظلم سے مین کہتا ہون
عمر بھر اب نہ کبھی پھر دلِ نادان آئے

تیرے آنے مین جو تاخیر ہوئی او قاصد
دل مین کیا کیا نہ خیالاتِ پریشان آئے

لاشین عشاق کی نکلی ہین ترے کوچہ سے
لیکے ارمان گئے کھو کے وہان جان آئے

فصلِ گل مین یہ دعا کرتے ہین مرغانِ چمن
اب نہ صیاد کبھی سوے گلستان آئے

حسن کے رعب سے کچھ کہہ نہ سکا مین افسوس
دل مین کیا کیا نہ اُسے دیکھ کر ارمان آئے

اُس کے کوچہ مین نئی ہم پہ نہین یہ اُفتاد
کھو کے دل سیکڑون با حالِ پریشان آئے

وصل کے روز یہ اشفاق دعا کرتا ہون
سامنے اب نہ بلا سے شبِ ہجران آئے

بحر رمل مثمن مخبون محذوف
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

دل جو اُلجھا تھا ترے گیسوی پیچان مین کبھی
فرق آیا نہ مرے حالِ پریشان مین کبھی

ناوکِ ناز نہ ٹھہرا دلِ نادان مین کبھی
آف نہ آبادی ہوئی خانۂ ویران مین کبھی

ہم اسیرانِ قفس دل مین کہا کرتے ہین
ہے مقدر مین تو پہونچینگے گلستان مین کبھی

ہاے اس درجہ مجھے ضعف نے مجبور کیا
آہ بھی منہ سے نہ نکلی شبِ ہجران مین کبھی

ہم تڑپتے ہی رہے وصل کے ارمانون مین
وہ ستمگار نہ آیا شبِ ہجران مین کبھی

ضد ہے کیا مجھسے جو پابندِ قفس رکھتا ہے
رہنے دیتا نہین صیاد گلستان مین کبھی

ہو گیا عشق کسی آئنہ رو کا جب سے
خواب آیا نہ مرے دیدۂ حیران مین کبھی

ضعف یہ جوشِ جنون مین ہے کہ پھر اُٹھ نہ سکا
ہاتھ اُٹھا جو سرِ تارِ گریبان مین کبھی

جوشِ وحشت مین کہان ایک جگہ پر ہی قیام
کوہ پر ہم جو کبھی ہین تو بیابان مین کبھی

ہو گئے وہ میرے ہی وعدہ ہوئی جو پورے
فرق پڑتا نہین گر آپکے پیمان مین کبھی

میری تقدیر نے یون سوکے جگایا ہے اُسے
نیند آتی ہی نہین چشمِ نگہبان مین کبھی

فصلِ گل آئی بڑھا جوشِ جنون پھر اشفاق
ہم نہین رہنے کے اب خانۂ زندان مین کبھی

بحرِ ہزج مثمن سالم	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ہمین یون بھید اُنکے گیسوؤنکا دل سے ملتا ہے
پتہ منزل کا جیسے رہروِ منزل سے ملتا ہے

نگہ سے ملتی ہے شوخی تو پیکان دل سے ملتا ہے
یہ خلعت اور یہ انعام اُس محفل سے ملتا ہے

کلیجہ اشک کے بھالونسے ہو جاتا ہے خود زخمی
کمان سے چھوٹ کر جب تیر میرے دل سے ملتا ہے

مقرر آج اُنکا ہاتھ ہے دشمن کے سینہ پر
پتہ اسکا ہمارے اضطرابِ دل سے ملتا ہے

فنا کے بعد بھی اللہ رے جوشِ الفتِ لیلی
غبارِ قیس اُٹھکر دشت مین محمل سے ملتا ہے

عدو کے روز حل ہوتے ہین عقدے واہ ری قسمت
جواب آسان سوالونکا ہمین مشکل سے ملتا ہے

بری ہو جائے وہ انکار کرنے سے یہ مشکل ہے
نشانِ خونِ بسمل دامنِ قاتل سے ملتا ہے

جگر کی آرزو کا خون ہو جاتا ہے او ظالم
ترا تیرِ نظر جسوقت آکر دل سے ملتا ہے

ہجومِ یاس اب ایسا ہوا ہے وائے ناکامی
پتہ امید کا دل مین بڑی مشکل سے ملتا ہے

روانی آنسوؤن کی اسقدر اب ہے شبِ غم مین
ہمارا دامنِ تر دامنِ ساحل سے ملتا ہے

مین وہ ناکام ہون بادِ مخالف پھیر دیتی ہے
سفینہ میرا آکر جب کبھی ساحل سے ملتا ہے

کھنچا قاتل تو وہ بھی کھنچ گیا ہے وائے ناکامی
کہان اب آکے خنجر گردنِ بسمل سے ملتا ہے

جہان کی رہبری سے اور قضا ہین خضر بھی ترسان
پتہ اُس راستہ کا خنجرِ قاتل سے ملتا ہے

بدن پر زخم سب اُسکے لب فریاد ہین گویا	پتہ تیرے ستم کا اب تری بسمل سے ملتا ہے
ٹھہر جاتا ہے دل جب کوئی گھبرا کر اواز پڑتا ہے	خدا جانے مزا کیا خنجر قاتل سے ملتا ہے
گلا کٹتا ہے کٹنے دو نہ کچھ افسوس کر اے دل	بڑی قسمت ہے جو وہ خنجر قاتل سے ملتا ہے

ہزاروں زخم تیغ ظلم کے کھاتے ہین سینہ پر
محبت کا یہ پھل آشفاق اُس قاتل سے ملتا ہے

بحر ہزج مثمن سالم	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
مجھے انکو آرزوے خود نمائی ہوتی جاتی ہے	بہر آئینہ کی قسمت کی رسائی ہوتی جاتی ہے
کہو کیا باعث ہے کیون ہم سے جدائی ہوتی جاتی ہے	رقیبون کی وہان شائد رسائی ہوتی جاتی ہے
اوڑا جاتا ہے رنگ ورخ تمہاری بیوفائی سے	ہجوم یاس کی دل مین رسائی ہوتی جاتی ہے
سر محفل تمہارے پنجۂ مژگان کی شوخی سے	جگر کے پار انگشت حنائی ہوتی جاتی ہے
ترے دل پہ اثر کچھ بھی نہین ہوتا ہے او ظالم	فلک تک میری آہونکی رسائی ہوتی جاتی ہے
ادھر بیتاب کر رکھا ہے مجھکو تند خنجر نے	نزاکت سے اُدھر دہری کلائی ہوتی جاتی ہے
بہت اک واقعہ او دست جنون تیری عنایت سے	گریبان اور دامن کی صفائی ہوتی جاتی ہے
نہ جانے کیا ہی تقدیر کے پھرنے ہی کیا گردش مین قسمت ہے	مخالف ہم سے اب ساری خدائی ہوتی جاتی ہے

کٹا دن آگئی آشفاق کیا شام شب فرقت
پھر دل پر لشکر غم کی چڑھائی ہوتی جاتی ہے

بحر رمل مثمن محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
سب ادب کہتے ہین مری امیدواری چاہیے	پھر نہ اے دل تجھکو ایسی بیقراری چاہیے
ہجر مین ہمراہ اُسکے آہ و زاری چاہیے	اے جگر تجھکو بھی دل کی پاسداری چاہیے

نزع مین بھی اُنکے آنے سے نہو مایوس دل
عاشقون کو ہر گھڑی امیدواری چاہیے

ای دلِ درد آشنا کب ضبط سے نکلیگا کام
سامنے اُس شوخ کے کچھ بیقراری چاہیے

ہاے یہ ایامِ بارش اور وہ ہم سے جدا
دیدۂ تر ہر گھڑی اب اشکباری چاہیے

لیکے دل بوسہ کے وعدے پر مکرتا ہے خلاف
کچھ خدا کا خوف کچھ ایمانداری چاہیے

صبح کو وعدہ کیا اور توڑ ڈالا شام کو
عہد مین کچھ تو ستمگر پائداری چاہیے

فصلِ گل مین آب و دانہ کی مجھے خواہش نہین
دام سے صیاد تیرے رستگاری چاہیے

اُڑ ہی آئین گے کسیدن پھول میری قبر پر
التفاتِ موجۂ بادِ بہاری چاہیے

المدد ای ضبط فریاد و فغان ہونے نہ پائے
رازِ الفت کی تجھے بھی پاسداری چاہیے

کب تک ای چرخ ستم پیشہ ستائیگا مجھے
انتظارِ یار کو کیا عمر ساری چاہیے

ای جنون تیری ترقی اور ہے ممکن ابھی
جوشِ سودا کے لیے بادِ بہاری چاہیے

چشمِ مستِ یار کا ہر دم اشارہ ہے یہی
دور مین میری ہمیشہ بادہ خواری چاہیے

تاک مین ہر دم سرِ محفل ہے دزدیدہ نظر
ای جگر دل کی تجھے اب ہوشیاری چاہیے

اور معشوقون سے کچھ مطلب نہین اشفاق کو
سامنے آنکھون کے بس صورت تمہاری چاہیے

بحرِ رمل مثمن محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

پوچھتے کیا ہو شرارت ابروے خمدار کی
چوٹ کھائی ہے مرے دل نے اسی تلوار کی

شوخیان دکھلائین گی تیرِ نگاہِ یار کی
کھینچ کر تصویر ای دل سینۂ افگار کی

کس طرح پر ہو کمی پھر ہجر کے آزار کی
کوئی صورت ہو نہ جب اشفاق وصلِ یار کی

مٹ رہے ہین سیکڑون طرزِ خرام ناز پر
دھوم ہے عالم مین تیری شوخیِ رفتار کی

ہمت جوشِ جنون صحرا نوردی مین یہ ہے
آبلے پھوٹے زبان تر ہوگئی ہر خار کی

جس گھڑی اُس شعلہ رو کے رخ سے اُٹھیگی نقاب
پھونک دیگی دل کو حدّت آتشِ رخسار کی

طور خاکستر ہوا و برقِ تجلی مرحبا
اور پوری آرزو ہو طالبِ دیدار کی

فصلِ گل مین بجلیان چمکی ہین اس انداز سے
سیر کی ہم نے قفس مین بیٹھکر گلزار کی

دیکھکر اُسکو بھی رو دیتے ہین سب اہلِ قلق
سیر کی غمخواری سے یہ حالت ہوئی غمخوار کی

بیوفائی- ظلم بیجا- برہمی ہر بات پر
کچھ عجب حالت ہوئی ہے اب مزاجِ یار کی

دیکھکر حسن رخِ گلرو یہ حیرت ہوگئی
آنکھ پھر جھپکی نہ اب تک نرگسِ بیمار کی

عمر گذری کچھ اثر دیکھا نہ اپنی آہ مین
آرزو نکلی نہ دل سے یار کے دیدار کی

عاشقون کے دل لیے جاتے ہین ہر ہر گام پر
حشر کی تصویر ہے شوخی تری رفتار کی

ہجر مین اُس خوبرو کے گر بہے آنکھون سے اشک
پھر نہ یہ شہرت رہے گی ابرِ گوہر بار کی

روٹھنے والے نہ آئے ہین نہ آئین گے کبھی
سانس اُکھڑ کر رہ رہی ہے نزع مین بیمار کی

یادگارِ تیغِ قاتل سیکڑون ناسور ہین
دید کے قابل ہے صورت زخمِ دامندار کی

پھر گلون کا نام لے بلبل نہ گلشن مین کبھی
دیکھ لے رنگت جو وہ تیری گلِ رخسار کی

پھر گئی ہین پتلیان- لب خشک ہین- چہرا ہے زرد
دید کے قابل نہین صورت ترے بیمار کی

باز آیا وہ نہ اے آشفاق جور و ظلم سے
گو خوشامد ہم نے اُس بت کی ہزارون بار کی

بحر ہزج مثمن سالم — مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

مجھے جس درجہ اُس بت سے محبت بڑھتی جاتی ہے
اُسے بھی اُتنی ہی مجھ سے عداوت بڑھتی جاتی ہے

جگر کو کر کے بسمل اُف دلِ پرغم مین در آیا
ترے تیرِ نظر کی اب شرارت بڑھتی جاتی ہے

شبِ ہجران سحر ہوتی نہین یارب کسی صورت
گھڑی فرقت کی کیا ساعت بساعت بڑہتی جاتی ہے

کمی اتنی بھی ای آہِ رسا! تجھی نہین ہوتی
رقیبون پر سدا اُنکی عنایت بڑہتی جاتی ہے

ترقیِ خیالِ زلفِ جانان مرحبا تجھکو
شبِ فرقت مین ہر لحظہ مصیبت بڑہتی جاتی ہے

نہ تھی بچپن مین خوِ ظلم اب ہاین جور کے شیدا
جوانی آتی جاتی ہے شرارت بڑہتی جاتی ہے

لگی ہے آگ دل مین ہجر یا فرقت کی شدت ہے
مرے داغِ جگر کی بھی حرارت بڑہتی جاتی ہے

جلا کرتا ہے میرا دل جگر سینہ مین ہر ساعت
تپِ ہجران تری ہر وقت حدت بڑہتی جاتی ہے

ادھر شوقِ شہادت ہے ادھر اُٹھتا نہین خنجر
مری حسرت تو قاتل کی ندامت بڑہتی جاتی ہے

ہمارے قتلِ ناحق کی خوشی کا یہ نتیجہ ہے
تمھارے ظلم کی دنیا مین شہرت بڑہتی جاتی ہے

کسی کی بیوفائی سے یہ اب **اشفاق** حالت ہے
مٹی جاتی ہین ارمان دل کی حسرت بڑہتی جاتی ہے

بحر رمل مثمن محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

آشیان پر گرتے ہم برقِ تپان دیکھا کیے
جو دکھائین چرخ نے نیرنگیان دیکھا کیے

سرو قد تعظیمِ دشمن کو وہ اُٹھے بزم مین
کیا کہین ہم کس قیامت کا سمان دیکھا کیے

عمر بھر قسمت نے پابندِ قفس رکھا۔ مگر
ہم تصور مین بہارِ بوستان دیکھا کیے

جب ہوا دشوار منزل پر پہونچنا ضعف سے
ہو کے ہم مایوس گردِ کاروان دیکھا کیے

کب ہمارے دل سے نکلی سجدہ کرنیکی ہوس
دور سے اُس بت کا سنگِ آستان دیکھا کیے

اُف نہ رحم آیا ذرا بھی میری حالِ زار پر
سخت دل مقتل مین مجکو نیم جان دیکھا کیے

دل جگر مین اب کہان صبر و سکون اور شوقِ دید
میہمان نے گھر لٹایا میزبان دیکھا کیے

مرکے قاتل نے نہ دیکھا حیف پھر اُنکی طرف
یاس کی نظرون سے اُسکو نیم جان دیکھا کیے

حیف گلشن کر دیے بادِ خزان نے پائمال
کس قلق سے یہ تماشا باغبان دیکھا کیے

دل جگر جلتے رہے لیکن بجھانا تھا محال
ہجر مین ہم آہِ سوزان کا دھوان دیکھا کیے

دہر مین ہم نے نہ دیکھا عیش و عشرت کو کبھی
ظلم تیرا اور جورِ آسمان دیکھا کیے

عشق مین اک شعلہ رو کے کیا کہین کیا حال تھا
دل مین اپنے رات دن سوزِ نہان دیکھا کیے

سو گئے جب رات کو اُس حورِ وش کی یاد مین
خواب مین ہم سیرِ گلزارِ جنان دیکھا کیے

تاکتا ہمکو رہا اشفاق وہ ظالم - مگر
رات بھر ہم بھی نگاہِ پاسبان دیکھا کیے

بحر ہزج مثمن سالم
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

اثر مین ڈوب کر جب آہِ مجنون دل سے نکلیگی
غضب ہوگا کہ لیلی پردۂ محمل سے نکلیگی

تو ہی شمشیرِ بران گر نہ اُسکے دل سے نکلیگی
تنِ بسمل سے قاتل روح بھی مشکل سے نکلیگی

چھڑا دے قتل کر کے ہان ہمین تو رنجِ فرقت سے
دعا تیرے لیے قاتل ہمارے دل سے نکلیگی

ہماری سخت جانی نے ڈرا رکھا ہے قاتل کو
تمنا قتل ہونے کی نہ ہرگز دل سے نکلیگی

یہ ربطِ باہمی ہے دل نکل آئے گا ساتھ اُسکے
تری تلوار جسدم سینۂ بسمل سے نکلیگی

جلا دیگی شبِ غم سقفِ گردون کو جلا دیگی
اثر آمیز آہِ آتشین جب دل سے نکلیگی

اُڑا کر خاک بھی تنگ آگئے ہم اب تو بتلا دو
کدورت کس طرح ایجان تمہارے دل سے نکلیگی

کوئی آسان نہین ہے فرقتِ دلبر مین مر جانا
جو نکلیگی یہ حسرت تو بڑی مشکل سے نکلیگی

کھنچا دیکھا ہے اے دل خواب مین ابروِ جانان کو
شہادت کی تمنا خنجرِ قاتل سے نکلیگی

حریفِ عیش ہے گردون مخالف وہ ستم پرور
جو دل مین آرزو ہے کسطرح وہ دل سے نکلیگی

بھروسا ناخنِ تدبیر پہ اشفاق بیجا ہے
جو دل مین چبھ گئی ہے پھانس وہ مشکل سے نکلیگی

بحر ہزج مثمن سالم — مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

وہ نازک سخت جان ہین یا الٰہی سخت مشکل ہے
گلا میرا کٹی دن سے تہِ شمشیرِ قاتل ہے

نہ آسانی پہونچنا اے دلِ رنجور مشکل ہے
رہِ الفت جسے کہتے ہین اک دشوار منزل ہے

قضا روٹھی ہے منہ پھیرے ہوے شمشیرِ قاتل ہے
بڑی مشکل مین بسمل ہے بڑی مشکل مین بسمل ہے

پہونچنا ضعف سے ممکن نہین ہر کوے جانان تک
ہمین تو اک قدم کا فاصلہ بھی ایک منزل ہے

معاذ اللہ جنون ہے حد سے بڑھ جانا محبت کا
کہ ہر بیتاب ذرہ کو سمجھتا ہون مرا دل ہے

مرا دل لیچکے ہین پھر بھی وہ بیٹھے ہین پہلو مین
سمجھتے ہین وہ شاید پاس اسکے دوسرا دل ہے

کسی دن مار ڈالیگی یہ غصہ کی ادا مجھ کو
تری ترچھی نظر میرے لیے شمشیرِ قاتل ہے

اُڑا کرتی ہے ہر دم نجد مین بس خاک مجنون کی
نہ لیلی کا پتہ کچھ ہے نہ اب لیلی کی محمل ہے

بجز اک اللہ او ناکامی تقدیر کیا کہنا
حریفِ عیش و عشرت درد و غم ہین یہ مرا دل ہے

جنون مین زور وحشت باعثِ فریاد ہے ہر دم
ہماری پاؤن پڑ کر سخت مشکل مین سلاسل ہے

یہ قسمت ہے کہ چھوڑا قافلے والون نے بھی مجھکو
مین تھک کر رہگیا ہون اور کوسون دور منزل ہے

یہان ہر بیٹھنے والا ہے اک تصویر حیرت کی
نہ ہے آئینہ خانہ یا کہ حیرانون کی محفل ہے

خدا جانے نقابِ رخ نے اٹھکر کیا کیا جادو
کہ اک ساعت مین حیرت آشنا محفل کی محفل ہے

نہ دیکھے باوفا معشوق اے اشفاق دنیا مین
کوئی ظالم ہے کوئی سنگدل ہے کوئی قاتل ہے

تمت

تواریخ طبع دیوان دوم مسمی بہ اسم تاریخی باغ دل افروز معروف
تحفۂ اشفاق

ازیکہ تازِ میدانِ سخن طرازی شہسوارِ مضمارِ انشاپردازی سرآمد شاعرانِ باکمال فخرِ سخنورانِ ماضی وحال حضرت مولانا حافظ محمد برکت اللہ صاحب رضا لکھنوی فرنگی محلی عم فیضہ الجلی والخفی اوستادِ مصنف دیوان ہذا

درفارسی

بارک اللہ مرحبا دیوانِ نادر طبع شد
ہست ہر مضمونِ تر توضیحِ چشمِ اشکبار
می نماید نقطہ نقطہ لطفِ خالِ مہوشان
بیت بیتش باعثِ تزئینِ بزمِ عاشقان
قوتِ جذبِ دلِ عشاق دارد ہر شعر
مصرعِ ثانی ز اول ملتزق آمد چنان

برکمالِ خویش اہلِ سخن را اتفاق
می کند ہر شعرِ او تنقیح دردِ اشتیاق
پرا اثر شد لفظ لفظش از کمالِ التساق
ہر غزل آمد بیانِ انطباق و افتراق
منظر اہلِ نظر ہر دائرہ از ابتلاق
خود عیان شد لطف و شانِ التصاق و اعتناق

العیاذ ای وصف زلف ماهرویان العیاذ | شد ز سودا خون رگهای جنون را احتراق

یاد ده ذهن رسا اشفاق عالی منزلت | میشود زین خوبی او بدل حساد شاق

پاک از عیب جو و دیگری از حسد اغلاط این کلام | سر فگنده حرف گیر آید بقعر انزهاق

هر زمین از قوت نظمش چنان شد سرفراز | میخورد رشک حسد این گنبد نیلی رواق

ای رضا چون مبتلا بودم با فکار جهان | بهر سال طبع گفتم مخزن رنج فراق

۱۳۳۱ھ

اور اردو

دوسرا اشفاق کا دیوان چھپا | پہلے سے اچھا ہے یہ بے قیل و قال

رنگ مین ڈوبی ہوئی ہے ہر غزل | سچ تو یہ ہے اسکو کہتے ہین کمال

طرز بندش دل ربا و دل فریب | کیون نہ ہو ہر شعر اس کا بیمثال

اوج گردون تک انھین پہونچا دیا | ہو چکی تھین جو زمینین پائمال

ذکر ابروے کشیدہ دیکھ کر | بے چھری عشاق ہوتی ہین حلال

مدعی ہے یہ کلام با اثر | مجھ مین ہے دل کھینچ لینے کا کمال

مصرع تاریخ لکھدے اے رضا | آفتاب مطلع وہم و خیال

۱۳۳۱ھ

از مجمع فضائل منبع فواضل جناب مولانا مولوی محمد نجیب اللہ صاحب نجیب لکھنوی فرنگی محلی

رئیس نامور سر کردہ دہر | اشفاق علی مشہور آفاق

سرشت اوست از مہر و مروت | کہ باشد صاحب اشفاق و اخلاق

شدہ مطبوع چون دیوان ثانیش | جہانے دیدنش را گشت مشتاق

عجب این مصرع تاریخ بنوشت | زہے گلدستۂ اوراق اشفاق ۱۳۳۱ھ

از شاعر شیرین بیان ناظم جادو زبان نکتہ فہم کامل جناب منشی محمد ضمیر حسن خان صاحب دل شاہجہانپوری تلمیذ استاد مسلم الثبوت ملک الشعرا حضرت امیر لکھنوی علیہ الرحمۃ

بصد حسن شد طبع دیوان نادر | زہر شعر پیدا است لطف و لطافت
بگو بہر تاریخ این مصرع ای دل | بہار دل افروز مجر فصاحت ۱۳۳۱ھ

از مورخ بیمثال جناب مولانا حافظ محمد روح اللہ صاحب ادیب لکھنوی فرنگی محلی شاگرد رشید جناب خواجہ محمد باقر صاحب شید لکھنوی مدظلہ العالی خلاصۂ خاندان حضرت خواجہ میر درد دہلوی علیہ الرحمۃ

واہ کیا دیوان ہے اشفاق کا | کیوں نہو ای دل پسند خاص و عام
طبع کی تاریخ لکھواے ادیب | شاعر شیریں زبان کا ہے کلام ۱۳۳۱ھ

دیگر

عجب چیز دیوان اشفاق ہے | سراسر پسندیدۂ دلپذیر

سنو عیسوی اُسکی تاریخ ادیب | لکھو تم یہ نسخہ چھپا بے نظیر ۱۹۱۳

از نتیجۂ فکر بلند و طبع ارجمند محسود شعرای زمان جناب منشی ابو الفضل محمد تصدق حسین خان صاحب شمس لکھنوی مصاحب خاص مصنف دیوان و ارشد تلامذہ حضرت مولانا رضا لکھنوی فرنگی محلی

جو کوئی اس نظم کو دیکھے کلیجہ تھام لے
یہ کلام پُر اثر ہے دردا فزاے جگر
شانِ نظم اس کی ہی خود تعلیم فنِ عاشقی
یہ مضامین یہ سخن ایسی زبان ایسا خیال
شمس گر ہے آرزو تاریخ سال طبع کی

رونقِ بزمِ محبت یہ بنیبِ عشق ہے
یہ کلامِ دلربا دلکش حبیبِ عشق ہے
حسنِ بندشہای ہر مصرع ادیبِ عشق ہے
اس کا چھپنا خوبی رنگ نصیبِ عشق ہے
لکھ۔ مری سرکار کا دیوان طبیبِ عشق ہے
۱۳۳۱ھ

دیگر

دیوان دوم بھی چھپ گیا شمس
کیا چلبلے شوخ ہین مضامین
ہر شعر کا ہے بنا وُ اچھا
اُس رنگ کا ہے نظام اس مین
خوش رنگ نہ کیون ہو اس کا ہر پھول
نازک ہے ہر ایک لفظ دلدوز

اشفاق کا حاصلِ سخن ہے
کیا حسن زبان مین بانکپن ہے
کیا خوب سجی یہ انجمن ہے
جس کا کہ ہر اک جگہ چلن ہے
گلزار کلام کا چمن ہے
تصویر ادائے گلبدن ہے

تاریخِ اشاعت اب لکھو تم | تکمیل کلام یہ سخن ہے
۱۳۱۲ھ

دیگر

مبارک اے اہلِ دردِ الفت کلامِ اشفاق چھپ گیا ہے
مرادِ قلبِ حزین بر آئی نتیجہ نکلا مری دعا کا

زبان اچھی خیال اچھا طبیعت اچھی کلام اچھا
یہ دلکشیِ سخن غضب کی یہ رنگِ حسن اثر بلا کا

تسلیِ ضبط آفرین ہے دوائے دردِ دلِ حزین ہے
یہ بیقراروں کا ہے سہارا مریضوں کو جام ہے شفا کا

یہ چلبلے عمدہ عمدہ مضمون یہ بانکے ترچھے نکیلے فقرے
کچھ اس طرح دل مین چبھ گئے ہین کہ جینا مشکل ہے مبتلا کا

کہین یہ ذکرِ وصالِ جانان کہین یہ تحریرِ حالِ ہجران
غرضکہ تصویرِ عیش و غم ہے مرقع ہے دہرِ بیوفا کا

یہ بندش شعر اللہ اللہ نشستِ الفاظ ایسی عمدہ
خیال عاجز زبان قاصر ذرا بھی یارا نہین ثنا کا

جو لفظ تاثیر مین ہے ڈوبا وہ تیر سے ہے کہین زیادہ
جو لفظ شوخی بھرا ہوا ہے وہ نقشہ ہے نازِ دلربا کا

مزے کی ہے بول چال اسکی کہ رنگِ شوخی ٹپک رہا ہے
لبھا رہا ہے دلون کو انداز اس کلامِ اثر فزا کا

ہے لکھنؤ کی زبان کا حسن اس کی ہر بیت سے نمایان
صحائف شانِ شاعری ہے نظام اس نظم بے بہا کا

سخن ہے نام اس کا یہ سخن ہے اسی پہ اہل سخن ہین شیدا
اسی کا ہر لفظ آئنہ ہے طبیعتِ دردِ آشنا کا

رگون مین خون ہو کے دوڑتا ہے اسی کا رنگِ ادائے مضمون
یہی تو ہے تازہ کرنے والا ہر اک دلِ حیرت آشنا کا

زبان اُردو سکھانے والا طریق انشا بتانے والا
معلمِ علم شاعری ہے جو فقرہ ہے نظمِ دلربا کا

تصدق اسیر زبان سودا نثار اسیر خیال ناسخ
ہے رنگ یہ میر کے سخن کا نہ حسن یہ نظم میرزا کا

زبان روکو قلم سنبھالو یہ نشہ مین کیسی بہکی باتین
کہے کسی رنگ مین زمانہ مگر رہے ہوش مدعا کا

سرِ ادب کو جھکا کے ای شمس مصرعِ سالِ طبع لکھ دو
کہ چھپ گیا دوسرا بھی دیوان ہمارے سرکارِ باصفا کا

از سخنورِ پاکیزہ زبان جناب منشی سید احسان علیخان صاحب
احسان شاہجہانپوری شاگرد اوستادِ باکمال حضرت جلال لکھنوی علیہ الرحمۃ

سخنورون مین ہوا ہیش تحفۂ اشفاق
اسے بتاتے ہین سب لاجواب کیا کہنا

اُٹھائین لطفِ سخن شاعرانِ معنی فہم
کھلا ہوا ہے فصاحت کا باب کیا کہنا

چمک رہا ہے ستارون کی طرح ہر نقطہ	حروف شعر کی یہ آب و تاب کیا کہنا
شب وصال مین آیا کوئی یہ ذکر کہین	کہین بیان شکست حجاب کیا کہنا
کہین کسی کا بگڑنا دم سوال وصال	خدا کا قہر بتون کا عتاب کیا کہنا
فروغ بخش سخن ہر غزل کا ہر مطلع	کوئی ہے ماہ کوئی آفتاب کیا کہنا
ہوا یہ مصرع تاریخ طبع احسان	زبان اچھی کلام انتخاب کیا کہنا

۱۳۲۱ھ

قطعۂ ثانی

زہے مطبوع شد دیوان اشفاق	بصد آرائش زیبا و تزئین
خیال او باوج چرخ ہم اوج	کمال نظم او روشن چو پروین
عجب دیوان کہ دارد رنگ ندرت	سراسر قابل توصیف و تحسین
بہ پیشش رنگ روی ارغوان فق	خجل از ہر غزل حسن نگارین
نظر بر جلوۂ حسن بیان کن	کہ مثل نوعروسان ہست رنگین
بہار باغ نظمش بے خزان ست	درو صیاد می آید نہ گلچین
پئے تاریخ سال طبع احسان	بگو گلزار سنجیدہ مضامین

۱۳۲۱ھ

قطعۂ ثالث

مطبوع ہوا کلام اشفاق	کہیے جسے خوشنا و دلکش
ادنے ہے یہ وصف اسکا احسان	ہر شعر ہے دلربا و دلکش
تاریخ ہوئی یہ عید ہی مین	مرغوب و طرب فزا و دلکش

۱۳۱۹ع

از شاعر نامی جناب منشی محمد نوح صاحب نوحؔ ناروی شاگرد

حضرت داغؔ دہلوی علیہ الرحمۃ

جملہ نثر تاریخی

ہر ایک غزل لاجواب ہے

سنہ ۱۳۳۱ھ

کلیاتِ حضرتِ آشفاق را
حالِ طبعش را چو پرسیدم ز نوحؔ

ہر کہ دید از بادہ اش سرشار گشت
گفت برجستہ بمن تیار گشت ۱۳۳۱ھ

جملہ نثر تاریخی

تحفۂ اشفاق نگار عجب

سنہ ۱۳۳۱ھ

واہ کیا دیوان ہے اشفاق کا
درد میں ڈوبا ہوا ہے لفظ لفظ
شرحِ حالِ دردِ دل ہے یہ کلام
مصرعِ تاریخ بھی پُر درد ہے

ہر غزل ہے داستانِ دردمند
فقرہ فقرہ ہے فغانِ دردمند
ہے یہ سرتا پا بیانِ دردمند
تحفۂ آشفاق جانِ دردمند ۱۳۳۱ھ

از عالم طبعی فاضل لوذعی جناب مولانا محمد صبغت اللہ صاحب صبغتؔ لکھنوی فرنگی محلی ہمشیرہ زادہ و تلمیذ حضرت مولانا رضا لکھنوی

صبغت این دیوانِ اشفاق علی
بہر متن نظم شد شرح کبیر

ہست ہم توصیف وہم تاریخ او		ہدیۂ نایاب دیوان بے نظیر

۱۳۱۲ھ

ازواقف رموز سخن ماہر دقائق فن سخنور باوقار جناب

منشی محمد مختار احمد خان صاحب مختار لکھنوی مصنف

واسوخت مختار وغیرہ

مثل قسمت کے کہین وقت بھی جائے نہ بدل
پھر تو مجھ شاعر بیکس کا ہو دل بیکل
نظم کے وقت مری شغل مین آئے نہ خلل
قصد کہتا ہے کہ او شاعر پاکیزہ خیال
طبع کہتی ہے کہ اسطرح سے برسونگی مین آج
فکر کہتی ہے اگر مجھکو اجازت ملجائے
توسن خامۂ چالاک کی ہمت کے نثار
ہوگئے قسمت شاعر سے یہ سامان جو بہم
خاطر پاک نے لتنے مین یہ ارشاد کیا
ذہن عالی کا یہ ایما ہے کہ او شاعر مست
دیکھ تو حضرت شمس آئے ہین بہر تعظیم
حضرت شمس نے آتے ہی یہ ارشاد کیا
راجہ اشفاق علیخان متخلص اشفاق

چاہیے ہے کہ کرون نظم کا سامان اول
ہاتھ مین جام صراحی ہو اگر زیر بغل
بھر دے ای پیر مغان اور مجھے اک بوتل
نظم کرنا وہی مضمون جو ہون مستعمل
جسطرح سے کہ برستا ہے اُمنڈ کر بادل
یار کے چشم سخن مین مین لگادون کاجل
چرخ ہفتم کو سمجھتا ہے یہ چرخ اول
کھل گئے سینہ مین مرجھائی ہوئی دل کے کنول
لطف جب ہی کہ ہو تاریخ مین بھی رنگ غزل
بس بس اب دائرۂ ہرزہ خیالی سے نکل
اُٹھ کے اب چاہیے ہی تجھکو کہ ہو دست و بغل
جودت طبع کا تم ابتو دکھاؤ کس بل
جو کہ ہین آج فن شعر و سخن مین اکمل

ان کا اب دوسرا دیوان بھی ہوا ہے تیار
ایسی تاریخ بھی کیا ہوہے ہوا فرمان حضور
سنکے یہ مژدۂ جان بخش بڑھی دل کی امنگ
ورق و بہر پہ اتنی ہے کہاں گنجائش
مدد اے ولولۂ ذوق کہ فرصت ہے قلیل
کون ہے مطلع عالم پہ سوائے اشفاق
کیون نہ پھر اسکو لقب دیجیے خلاق سخن
جوش سیلاب طبیعت ہے کہ طوفان عظیم
عیب جو ڈھونڈتے ہین عیب نکلتا ہے ہنر
انکا ہر رنگ مین اک رنگ نیا پیدا ہے
دیکھ او شاعر مغرور بس اب روک زبان
سن ہجری مین جو تاریخ بھی مرغوب مزاج
کس کا دل کس کی یہ جرأت ہے سوائے اشفاق
دیکھ مختار تو کس لطف سے سارا دیوان

نقش ثانی بھی بنا صورت نقش اول
اس سے بڑھکر نہین اب کوئی مسرت کا محل
نظر آنے لگا میدان ثنا کا اول
چاہیے میرے لیے وسعت دامان ازل
جلد آغاز سے انجام کی مدت کو بدل
جسکی آئینۂ نظم پہ ایسی صیقل
جسکی تصنیف مین اک لفظ نہ پائی مہمل
حاسدون کی بھی زبان سے بھی جاتا ہے نکل
کبھی جلتی نہین خورشید کے آگے مشعل
وہ مسدس ہو کہ خمسہ کہ قصیدہ کہ غزل
طول بیجا ہے نہ آئے کہین مطلب مین خلل
آئی ہے صنعت معجم مین بہت صاف نکل
ایسی پامال زمینون مین جو لکھے گا غزل
اب کہا اسپہ جو بحرون تھین بہت مستقل

۱۳۱۳ ھ

از منبع علوم معقول و منقول حاوی فروع و اصول جناب مولانا
محمد عزت اللہ صاحب عزت لکھنوی فرنگی محلی برادر زادہ
و تلمیذ حضرت رضا لکھنوی

اشفاق علی صاحب ... | دار دسوے نظم ...

از زیور طبع شد مجلے
اسرار عروض دا اپنے خود
مانی خیال گفت سالش

دیوان دوم کلام نادر
از خوبی نظم کرد ظاہر
تصویر عروس فکر شاعر
۱۳۱۹ھ

از ناظم بیمثال سخنور باکمال جناب منشی محمد سعید خان صاحب سعید لکھنوی تلمیذ حضرت مولانا رضا لکھنوی فرنگی محلی

رئیسوں مین اشفاق والاحشم
بڑے قدردان ہین بڑی خوشخصال
مجھے کیون نہ اس بات کی ہو خوشی
چھپا اُنکا دیوان دوم اسکے سال
نکلیے مضامین مرصع غزل
ہزارون مین یہ نظم ہے بیمثال
میسر اک کو نہ ہوگی کبھی
یہ شستہ زبان اور یہ بول چال
اشاعت کی تاریخ لکھدو سعید
نہال سخن شمع بزم کمال ۱۳۱۹ھ

از موجد مضامین و معانی مصداق ہمہ دانی صاحب ذہن وقاد جناب مولانا عبدالاحد صاحب شمشاد لکھنوی فرنگی محلی مہتمم مدرسہ چشمہ رحمت غازیپور

قطعہ جدیدانہ پے دیوان دوم راجہ اشفاق علی خان ۱۳۱۹ھ

راجہ اشفاق علیخان اشفاق
شاعر ذی رتبہ و عالی مقام
داد چو دیوان دوم بہر طبع
از پے تفریح دل خاص و عام
خامہ شمشاد بتاریخ آن
گفت زہے ابلغ و افصح کلام ۱۳۱۹ھ

از ناظم جادو زبان جناب منشی نظیر احمد خان صاحب زاہد لکھنوی تلمیذ حضرت مولانا رضا لکھنوی فرنگی محلی

دیوان دوم زاہد اشفاق نے چھپوایا	ایسا کہ جسے کہیے یہ دل بھی ہے دلبر بھی
گیسو کا بھی ذکر اسمین عارض کا بھی ذکر ہے مین	یہ قشقۂ سنبل بھی یہ غنچہ ہے گل تر بھی
ہر دائرے سے پیدا آنکھون کی ادائین ہین	ہے یہی نشتر بھی ... ہے یہی خنجر بھی
یہ نظم طرب زا ہے اس نظم کا کیا کہنا	یہ جان سخن بھی ہے اور جان سخنور بھی
تاریخ اشاعت کی لکھنا ہے اگر لکھدو	چبھ جانے کہ یہ دل مین پیکان بھی ہے نشتر بھی

از شاعر جادو رقم جناب خواجہ محمد ابراہیم صاحب حشم لکھنوی تلمیذ حضرت مولانا رضا لکھنوی فرنگی محلی

دوسرے دیوان مین اشفاق نے	کھینچدی تصویر دردِ اشتیاق
مرحبا اے بانیِ فکر سخن	دیکھ لی تصویر دردِ اشتیاق
عیسوی تاریخ کہدو اے حشم	واقعی تصویر دردِ اشتیاق

از جامع فضائل معنوی و صوری جناب سید تقی حسن صاحب جادو رامپوری تلمیذ جناب جلال لکھنوی اعلی اللہ مقامہ

اپکی نازک خیالی کا بیان کیا ہوسکے	شعر سب خوب دیوان قابل تعریف ہے
مصرع تاریخ کیا سچا کہا جادو نے یہ	واہ جی کیا آپ کی بیتشل تصنیف ہے

از گہرباری خامۂ عنبرین شمامہ جناب منشی محمد صادق علیخان صاحب صادق لکھنوی تلمیذ حضرت مولانا رضا لکھنوی فرنگی محلی

سلمہ اللہ القوی

مرحبا تحفۂ اشفاق چھپا	ہے یہ دیوان رئیس ذیشان
آئینہ آپکے خیالات کا ہے	دیکھنے والے نہ کیون ہون حیران
فکر تاریخ عبث ہے صادق	کہدو تم ـ ہے یہ مرغوب جہان
	۱۳۱۳ھ

از واقف علم و ہنر جناب پنڈت آنند نرائن صاحب آثر لکھنوی

تلمیذ حضرت مولانا رضا لکھنوی فرنگی محلی

اشفاق کا دوسرا چھپا ہے دیوان	مشکل سے ملے گا ایسا کمیاب کلام
سیجم مین لکھو آثر تم اسکی تاریخ	ہے شاعر خوش زبان کا نایاب کلام
	۱۳۱۳ھ

از جناب منشی مہیش پرشاد صاحب سوگ مدرس مدرسۂ

نارہ ضلع الہ آباد تلمیذ جناب نوح ناروی

آج وہ دیوان شائع ہوگیا	جسکے تھے مشتاق سب اہل جہان
سوگ لکھدو مصرع تاریخ تم	تحفۂ اشفاق گنج بیکران
	۱۳۱۳ھ



مژدہ

کو حضرت اشتفاق ادام اللہ اقبالہ

عاشق مزاج حضرات کے بیچین کر دینے کو کم نہ تھا [illegible] دوسرا دیوان [illegible]
تو ہر شعر چلتے ہوے جادو کا اثر رکھتا ہی۔ سچ کہا ہی ع نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول
حضرت مصنف کی طباعی کہنہ مشقی عروض دانی سے جو لوگ واقف ہین وہ سمجھ سکتے ہین کہ اسقدر
جلد دوسرے دیوان کا [illegible] ہو کر شائع ہو جانا آپکے مذاق سخن سے استعجابی امر نہین [illegible]
طرحون مین محاورات کا رنگ بھرنا لکھنؤ کی مانی ہوئی زبان کا فوٹو کھینچ دینا آپکا خاص حصہ ہے۔ [illegible]
دوسرے دیوان کے چھپنے کے زمانہ مین بھی آپنے مختلف ردیفون مین قابل قدر غزلین کہی ہین جو
اسمین درج نہو سکین مجھے اس بات کا فخر ہی کہ آپنے میری استدعا کو قبول فرماکر وعدہ کر لیا ہی کہ مین
ان غزلون کو پہلے دیوان مین شامل کر کے اُسکو دوبارہ بہت جلد چھپوا دونگا اور پہلے دیوان
مین جو غلطیان چھپنے مین پیدا ہو گئی ہین اُنکو بھی درست کر دونگا۔ اب میری یہ دعا ہی
کہ دیوان اول کے دوبارہ چھپنے کے بعد خدا جلد وہ دن دکھا [illegible]
دیوان چھپے اور آپ کے کمال کو روز افزون ترقی ہو۔ امین [illegible]

راقم

ابو الفضل تصدق حسین خان شمس

لکھنوی ملازم حضرت مصنف